ماہنامہ روحانی آئینہ قسمت ®

آفاقی معلومات کا علمبردار

نومبر ۲۰۱۲

سید انتظار حسین شاہ

بیادِ حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ پیر بھائی حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لاہور

چیف ایڈیٹر
شہزادہ سید انتظار حسین شاہ زنجانی

ایڈیٹر
شہزادہ سید مصور علی زنجانی

سب ایڈیٹر
شہزادہ حافظ سید محسن علی زنجانی

مینجنگ ایڈیٹر
شہزادہ سید محمد علی زنجانی

اعزازی ایڈیٹر
ڈاکٹر اعجاز حسین بٹ

A.B.C سے باقاعدہ منظور شدہ اشاعت

بانی ادارہ نجم اعظم الحاج سید ناظر حسین شاہ زنجانی

ماہنامہ روحانی آئینہ قسمت ®

آئمہ اطہار کا علمبردار

جلد نمبر 65 | NOVEMBER 2012 | شمارہ نمبر 08

جانشین خاندانِ زنجانیہ عالیہ
شہزادہ سیّد مصور علی شاہ زنجانی
شہزادہ سیّد محمد علی شاہ زنجانی
شہزادہ سیّد محسن علی شاہ زنجانی













قیمت 60 روپے
سالانہ چندہ 650 روپے
لائف ممبر شپ 7500 روپے
لائف ممبر شپ 800 ڈالر
For 12 Years

بیرون ممالک سالانہ چندہ
مڈل ایسٹ 6000 روپے
انڈیا ایران سری لنکا 6000 روپے
یورپ فار ایسٹ 7000 روپے
امریکہ کینیڈا آسٹریلیا 8000 روپے

کاشانہ زنجانی D-125 گلبرگ II لاہور
فون: 3587227، 042-3575227 فیکس: 042-35755253
موبائل: 0300-9483758

کاشانہ زنجانی آرام باغ روڈ کراچی 74200
فون: 021-32217544

سید انتظار حسین زنجانی ایڈیٹر/ پبلشر نے حیدری پریس ریلوے روڈ لاہور سے چھپوا کر کاشانہ زنجانی D-125 گلبرگ 2 لاہور سے شائع کیا

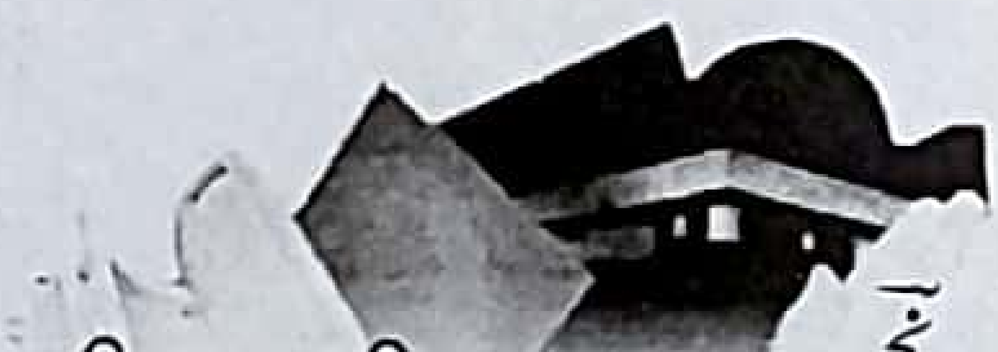
منقبت
مظہر بھوپالی

بنے ہیں صبر کا پیکر حسین ابن علی
پیام حق کا سنا کر حسین ابن علی
نگاہیں فخر سے ہوتی ہیں انبیاء کی بلند
کریں جو سجدہ آخر حسین ابن علی
نہ کوئی ٹھہر سکا آپ کے مقابل میں
مٹائیں ظلم کے لشکر حسین ابن علی

حدیث قدسی

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ فرماتا ھے:

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن اکٹھے نہیں کروں گا، اگر وہ دنیا میں مجھ سے خوف رکھے گا تو میں اُسے قیامت کے روز امن میں رکھوں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف رہا تو میں اُسے قیامت کے روز خوف میں مبتلا کروں گا۔



حمد
غیاث انجم

ورائے لفظِ بیاں لا الہٰ الا اللہ
وقارِ کون و مکاں لا الہٰ الا اللہ

تمام شے پہ ہے قادر وہ ذات ربّ کریم
اسی یقیں کا نشاں لا الہٰ الا اللہ

یہی ہے حاصل ایماں کہ ہے حقیقت میں
نوید امن و اماں لا الہٰ الا اللہ

ہزار دل پہ سیاہی جمی ہو غفلت کی
بدل ہی دے گا سماں لا الہٰ الا اللہ

بنے گی بات اگر مومنو! رہے تا عمر
تمہارے وردِ زباں لا الہٰ الا اللہ

زمانہ اس کا زیاں کیا کرے گا اے انجمؔ
ہے جس کے دل پہ عیاں لا الہٰ الا اللہ



نعت
ساجد حمید

بندوں کی شفاعت کون کرے روزِ محشر بس آپؐ ہی ہیں
بے بس کی حفاظت کون کرے روزِ محشر بس آپؐ ہی ہیں

ہوجائیں گی عریاں جب روحیں آنکھوں سے بہے جب سرخ لہو
پوچھے ہو عیادت کون کرے روزِ محشر بس آپؐ ہی ہیں

زخموں کی زباں سمجھے گا کون، کون ان پہ رکھے گا دستِ شفا
اور دور نقاہت کون کرے روزِ محشر بس آپؐ ہی ہیں

ویرانئ جاں بڑھ جائے گی رگ رگ میں سماجائیں گے کھنڈر
تب شمع عنایت کون کرے روزِ محشر بس آپؐ ہی ہیں

سر تا پا بنے غم کی تصویر آئیں جو نظر وحشی تیرے
کہہ دو کہ وکالت کون کرے روزِ محشر بس آپؐ ہی ہیں

انگارہ زمیں جب بن جائے سانسوں میں لہو جب تن جائے
سوچوں کہ کرامت کون کرے روزِ محشر بس آپؐ ہی ہیں

یا ابا عبداللہ حسین

تذکرہ سنیے اب اُن کا دِل بیدار کے ساتھ
جن کا ذکر آتا ہے اکثر شہِ ابرار کے ساتھ

حضرت زینبؑ کا وہ خطبہ سرِ دربار نہ تھا
رعب حیدر کا بھی تھا جراُتِ اظہار کے ساتھ

بیڑیاں، صدمہ، سفر، پیاس، نقاہت، صحرا
ظلم کیا کیا نہ ہوئے عابد بیمار کے ساتھ

ہائے کس طرح وہ بازار سے گزرے ہوں گے
نام تک جن کا نہ آیا کبھی بازار کے ساتھ

ایک کم سن کی وہ ننھی سی لحد کیا دیکھی
رو دیئے ہم تو لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ

درحقیقت وہ سمجھتے ہیں علیؑ کا لہجہ
بات کرتے ہیں مقابل سے جو تلوار کے ساتھ

خود کو وہ فوجِ حسینی کا سپاہی سمجھے
جس کا کردار بھی پاکیزہ ہو گفتار کے ساتھ

کر لیا مصلحتوں نے اُسے پابند ہوس
وقت کیا خاک چلے گا تیری رفتار کے ساتھ

دے گئے درس یہ امت کو حسینی تیور
سر کو کٹوائو مگر نشۂ پندار کے ساتھ

اُن پہ طاری تھا ترے سامنے اک رعشۂ خوف
رقص کرتے تھے جو پازیب کی جھنکار کے ساتھ

اِک سکینہ کے لئے کرب کی سولی پہ چڑھا
دیکھئے دار کو عباسِ علمدار کے ساتھ

یہ بجا تو ہی ہدف تھا سرِ مقتل لیکن
دشمنی اصل میں تھی احمدِ مختار کے ساتھ

کون دے اپنی تباہی کو بھلا خود آواز
کون ٹکرائے ترے طالع بیدار کے ساتھ

مر کے خود پائی بقا اور اُسے مار دیا
تو نے کیا چال چلی دشمن عیار کے ساتھ

بولے عباس کہ ہم لوگ ہیں میداں کے دھنی
ہولیاں کھیلی ہیں چلتی ہوئی تلوار کے ساتھ

میرے سجاد! یہ دکھ کیسے بھلا دوں تیرا
سختیاں جھیلیں سفر کی تن بیمار کے ساتھ

آلِ زہرہؑ کا سنا ہے کہ ثنا خواں ہے نصیر
آئیے ملتے ہیں اس شاعرِ دربار کے ساتھ

از: پیر طاہر سجاد کاظمی زنجانی، مصطفیٰ آباد (للیانی)

حسین علیہ السلام اور توحید

کارنامہ حسینی یعنی مجاہدہ کربلا کا اصل سرچشمہ وہی کلمہ توحید ہے۔ جس کی اشاعت میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں جسم مبارک پر پتھر کھائے اور اس کے تقاضوں کی تعمیل میں اُن کے فرزند حسینؑ نے کربلا میں جسم اقدس پر تلواریں کھائیں۔

یہ لا الٰہ الا اللہ فقط ایک ورد اور وظیفہ تھوڑی تھا جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہو کہ وہ زبان پر جاری رکھیں اور بس۔ بلکہ اس کے معنی یہ تھے کہ اللہ کے مقابلے میں کسی دوسرے اقتدار کے قائل نہ ہو۔ اس کے مقابلے میں کسی دوسرے کے سامنے سر نہ جھکاؤ اور اس کے قانون پر عمل کے معاہدے کے بعد جواز روئے فطرت بھی تم پر عائد تھا۔ اور اب اقرار اسلام کے بعد اس نے رسمی شکل بھی اختیار کر لی ہے۔ اب کسی دوسرے کی غیر مشروط اطاعت کا عہد و پیمان جس کا نام "بیعت" ہے نہ کرو کسی خطا کار کا کسی اللہ کے بندے سے...... یعنی غیر مشروط اطاعت کا مطالبہ اس عہد و پیمان کی نفی ہے جو خالق کی جانب سے بر بنائے توحید عائد ہوتا ہے اور جس کی تعمیل ہر مسلمان یعنی ہر سچے انسان کا لازمی فریضہ ہے۔

وہ توحید ہی کا ایک تقاضا ہے۔ جس کے تحت یہ اصول قائم ہوا ہے۔ " **لا له طاعة للمخلوق معصية الخالق** "یعنی خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے یہاں تک کہ قرآن مجید میں پیغمبر خدا کی اطاعت کا بھی حکم دیا تو یہ کہہ دیا گیا ہے کہ "**من يطع الرسول فقد اطاع الله**" جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔" یعنی مرکز اطاعت درحقیقت ایک ہی ہے یہ تمہیں تصور نہ ہونا چاہئے کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی اور کی اطاعت کر رہے ہیں۔ اور اسی سے مسلمانوں کو سمجھنا چاہئے کہ وہ اولی الامر بھی جن کی اطاعت بعد رسول فرض قرار دی گئی ہے ایسے ہی افراد ہوتے ہیں جن کا کوئی حکم خالق کے حکم سے کبھی متصادم نہ ہوتا ہو۔ بلکہ جن کا ارادہ و مشیت بھی ہمیشہ مشیت خالق کا پابند رہتا ہو۔ اس لئے ان کی اطاعت خالق سے الگ نہ ہو۔

اس بناء پر حضرت امام حسینؑ کے سامنے یزید کی بیعت کا سوال پیش ہونا یہ فقط کوئی سیاسی مسئلہ نہ تھا بلکہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم توحید کی روشنی میں اسلام اور نفی اسلام کا سوال تھا۔ حقیقت میں یہ ایک یزید نہ تھا جو امام حسینؑ سے طلب گار بیعت ہو۔ بلکہ حضرت کے مقابلے میں نمرود اور فرعون اور پھر ابو جہل و ابو سفیان وغیرہ سب کی رُوحیں تھیں جو یزید کے پیکر میں بیعت یعنی غیر مشروط اطاعت کے عہد و پیمان کی طلب گار تھیں اور حسینؑ، ابن علیؑ، ابراہیمؑ و موسیٰؑ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نمائندے ہوتے ہوئے غیر اللہ کی اس اطاعت سے انکار کر دینا اور بناہ فرض عین سمجھتے تھے جس فرض کو انہوں نے ناقابل تصور مشکلات کے باوجود پورا کیا۔ اور اس طرح توحید الٰہی کے اس پرچم کو بلند رکھا جسے ان کے جد بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ نے اونچا کیا تھا اور جس کے ان کے آباؤ اجداد اور اب یہ خود محافظ تھے۔

مولانا سید علی نقی نقوی



حق کی تفسیر ہیں، تصویرِ رسالت ہیں حسینؑ — کوئی دیکھے تو فضیلت ہی فضیلت ہیں حسینؑ
آدمیت کا شرف، عزم کی عظمت ہیں حسینؑ — کیجیے غور تو دُنیا کی ضرورت ہیں حسینؑ
جسمِ کردار جہاں ہو ہی چکا تھا ٹھنڈا — زندگی جس سے ہے قائم وہ حرارت ہیں حسینؑ
قلتِ حق کو غمِ کثرتِ باطل ہو......؟ غلط — جو کچل دیتے ہیں کثرت کو وہ قلت ہیں حسینؑ
دے کے سر دے گئے دُنیا کے یزیدیوں کو شکست — واقعی غازیٔ میدانِ شجاعت ہیں حسینؑ
تو محبت کے عوض کاش یہ سودا کر لے — تجھ کو معلوم نہیں اجرِ رسالت ہیں حسینؑ
یاد سے اُن کی مصیبت کی، سکوں ملتا ہے — آج بھی چارۂ آلام و مصیبت ہیں حسینؑ
قافلہ پیچھے ہے سر نیزے پہ آگے آگے — اب کھلا راز کہ معراجِ قیادت ہیں حسینؑ
زندگی اصل میں ہے عزم و شجاعت سے مراد — اور حق بات یہ ہے عزم و شجاعت ہیں حسینؑ
مفت پا سکتا ہے ڈھونڈے جو کوئی حرؓ بن کر — دشتِ آفات میں کھوئی ہوئی جنت ہیں حسینؑ
حشر تک ان کی ضیا ماند نہیں ہو سکتی — ابرِ اسلام کی چمکی ہوئی قسمت ہیں حسینؑ

سب کو معلوم ہے تنویرِ ہدایت ہیں حسینؑ
یہ الگ بات ہے معتوبِ ضلالت ہیں حسینؑ

خیرہ کن روشنی شمعِ رسالت ہیں حسینؑ — نرغۂ جہل میں عرفان کی دعوت ہیں حسینؑ
حق پرستار ہیں، حق گو ہیں، حق آگاہ بھی ہیں — حق تو یہ ہے کہ حقیقت ہی حقیقت ہیں حسینؑ
حق کے افسانے کو دِلچسپ بنانے والے — جلوہ افروز بعنوان شہادت ہیں حسینؑ
عدل کی جان، صداقت کی مجسم تصویر — تاقیامت جو نہ کم ہو وہ ضرورت ہیں حسینؑ
ہو کے خود وقفِ ستم بات یہ ثابت کر دی — آدمیت کے لئے باعثِ راحت ہیں حسینؑ

ہیں حسینؑ اپنے، تو جنت بھی ہے اپنی اے ابر
کس کو معلوم نہیں مالکِ جنت ہیں حسین

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا

میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، جو اللہ کی رسی ہیں۔ایک قرآن اور دوسری میری عترتؑ (حدیث نبویؐ)

(از تحریر: محمد علی سلیمانی ۔ڈیرہ اسماعیل خان)...... قرآن پاک کی سورۃ آل عمران آیت نمبر **103** میں ارشاد خداوندی ہے کہ ''وَاعْتَصِمُوْ بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْ'' جس کا ظاہری ترجمہ ومفہوم یہی بنتا ہے کہ ''اور تم سب مل کر مضبوطی سے اللہ کی رسی کو تھامے رکھو اور آپس میں جدا جدا نہ ہو۔'' اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم سب مل کر مضبوطی سے مجھے پکڑے رکھو بلکہ ''میری رسی'' کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ یہ رسی کیا ہے؟ کیوں کہ رسی کا ذکر ہے دھاگے کا نہیں۔ رسی اُسے کہتے ہیں جو کم ازکم دو دھاگوں سے مل کر بنے اور دھاگے آپس میں باہم ملے ہوئے ہوں اُن میں کوئی فرق نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ کوئی دو چیزیں ایسی جن کے بارے خدا فرمارہا ہے کہ ان دونوں کا دامن تھامے رکھو اگر تفرقہ سے بچنا ہے تو یہی دونوں چیزیں اللہ کی ''رسی'' کہلاتی ہیں قرآن کی ہر آیت کی تفسیر رسول پاکؐ نے بتائی۔ خدا کبھی خود نیچے آ کر نہیں بتاتا۔ چنانچہ ان دو چیزوں کے بارے بھی جنہیں خدا کی رسی کہا گیا ہے رسول پاکؐ نے بار بار اپنی اُمت کو آگاہ کیا ہے کہ ''میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جو اللہ کی رسی ہیں ایک قرآن اور دوسری میری عترتؑ جو بھی ان دونوں سے متمسک رہا وہ کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگا اور جس نے بھی ان دونوں سے منہ موڑا وہ غرق وتباہ ہوگیا۔''

(صحیح مسلم جلد نمبر **2** ۔صحیح ترمذی جلد نمبر **2** ۔مشکوۃ شریف باب مناقب اہل بیتؑ عن زید بن ارقم)

خدا نے بتایا کہ مسلمانوں کی نجات "حبل اللہ" میں ہے اور رسول پاکؐ نے بتایا کہ "حبل اللہ" قرآن اور میری آلؑ ہے۔ رسی منزل تک پہنچنے کا وسیلہ ہوتی ہے۔ خدا تک پہنچنے کا وسیلہ قرآن وآلؑ رسولؐ ہیں۔ اسی لئے قرآن میں فرمایا کہ ''وَابْتَغُوْ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ'' کہ خدا تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو۔ یہ نہیں فرمایا کہ وسیلہ بناؤ بلکہ تلاش کرو کیونکہ وسیلہ بنانا خدا کا کام ہے۔ تلاش کرنا اُمت محمدی کا کام ہے اور قرآن وآلؑ رسول کو پیش کر کے بتادیا کہ انہی کو وسیلہ بنانا یہی وہ مضبوط رسی ہیں جن کو پکڑ کر تم میرے گھر پہنچ سکتے ہو۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (انعام) ترجمہ: ''اور سمجھ لو کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر ہی چلے آؤ اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تم کو خدا تک پہنچنے سے بھٹکا کر تتر بتر کردیں گے۔'' معلوم ہوا کہ تفرقہ سے بچنے اور گمراہی سے محفوظ رہنے کا واحد علاج یہی ہے کہ ''اللہ کی رسی'' یعنی بفرمانِ رسول ''قرآن واہلبیتؑ'' کو مضبوطی سے پکڑا جائے اِن کے علاوہ ہر دوسرا راستہ یا ہر دوسرا وسیلہ گمراہی کی طرف لے جانے والا ہے اور خدا کے راستے سے ہٹانے والا ہے۔ پس یہی وہ خدا کی سبیل ہے کہ جو بے عیب ہے اور جو بھی اس سبیل سے اعتراض کرے گا یعنی قرآن واہل بیتؑ کا دامن چھوڑے گا تو اُس کا انجام خدا نے قرآن میں یوں بیان کیا ہے کہ: ترجمہ ''ایک مؤذن اُن (جنت ودوزخ) کے درمیان نداء کرے گا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ جو خدا کی راہ سے لوگوں کو روکتے تھے اور اس میں خواہ مخواہ کجی پیدا کرنا چاہتے تھے اور وہ روزِ آخرت سے اِنکار کرتے تھے۔ (اعراف)

پس خدا نے قرآن وآلؑ رسولؐ کے ساتھ متمسک رہنے کا حکم نازل کیا۔ رسول پاکؐ نے پڑھ کر سنایا اب جو بھی قرآن وآلؑ رسولؐ کے راستے سے لوگوں کو روکے گا یا اُن میں عیب ظاہر کرے گا یا اِن دونوں میں تفریق پیدا کرے گا تو بنص قرآن وہ ظالم بھی ہوگا اور اُس پر اللہ کی لعنت بھی ہوگی۔ جس طرح اللہ نے قیامت تک آنے والی نسلوں کیلئے قرآن میں ''وَاعْتَصِمُوْ بِحَبْلِ اللّٰهِ'' کی آیت رکھی ہے۔ اسی طرح رسول پاکؐ نے بھی یہی فرمایا کہ یہ قرآن اور آلؑ رسولؐ قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ مجھے حوض کوثر پر آن ملیں گے۔ معلوم ہوا کہ آج قرآن ہے تو آلؑ رسول کا کوئی نہ کوئی فرد ساتھ ضرور ہے ورنہ صدق رسولؐ پر حرف آجائے گا اور وہ فرد ہی آل رسولؐ ہے جسے دُنیا آج کل امام محمد مہدیؑ کے نام سے یاد کررہی ہے کہ وہ اب ضرور آئیگا۔ پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنی زندگی خدا اور رسولؐ کے بتائے ہوئے بِحَبْلِ اللّٰهِ یعنی قرآن واہل بیتؑ کے مطابق گزارے اُن سے متمسک رہے کہ یہی اجر رسالت ہے جو رسولؐ نے نہیں بلکہ خدا نے خود مانگا ہے کہ:

''قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی'' (الشوریٰ)



حق کی تفسیر ہیں، تصویر رسالت ہیں حسینؑ
کوئی دیکھے تو فضیلت ہی فضیلت ہیں حسینؑ

آدمیت کا شرف، عزم کی عظمت ہیں حسینؑ
کیجئے غور تو دُنیا کی ضرورت ہیں حسینؑ

جسمِ کردارِ جہاں ہو ہی چکا تھا ٹھنڈا
زندگی جس سے ہے قائم وہ حرارت ہیں حسینؑ

قلتِ حق کو غمِ کثرتِ باطل ہو......؟ غلط
جو کچل دیتے ہیں کثرت کو وہ قلت ہیں حسینؑ

دے کے سر دے گئے دُنیا کے یزیدیوں کو شکست
واقعی غازیٔ میدانِ شجاعت ہیں حسینؑ

تو محبت کے عوض کاش یہ سودا کر لے
تجھ کو معلوم نہیں اجرِ رسالت ہیں حسینؑ

یاد سے اُن کی مصیبت کی، سکوں ملتا ہے
آج بھی چارۂ آلام و مصیبت میں حسینؑ

قافلہ پیچھے ہے سر نیزے پہ آگے آگے
اب کھلا راز کہ معراجِ قیادت ہیں حسینؑ

زندگی اصل میں ہے عزم و شجاعت سے مراد
اور حق بات یہ ہے عزم و شجاعت ہیں حسینؑ

مفت پا سکتا ہے ڈھونڈے جو کوئی حرؓ بن کر
دشتِ آفات میں کھوئی ہوئی جنت ہیں حسینؑ

حشر تک ان کی ضیا ماند نہیں ہو سکتی
ابر اسلام کی چمکی ہوئی قسمت ہیں حسینؑ

سب کو معلوم ہے تنویرِ ہدایت ہیں حسینؑ
یہ الگ بات ہے معتوبِ ضلالت ہیں حسینؑ

خیرہ کن روشنی شمع رسالت ہیں حسینؑ
زغۂ جہل میں عرفان کی دعوت ہیں حسینؑ

حق پرستار ہیں، حق گو ہیں، حق آگاہ بھی ہیں
حق تو یہ ہے کہ حقیقت ہی حقیقت ہیں حسینؑ

حق کے افسانے کو دِلچسپ بنانے والے
جلوہ افروز بعنوان شہادت ہیں حسینؑ

عدل کی جان، صداقت کی مجسم تصویر
تاقیامت جو نہ کم ہو وہ ضرورت ہیں حسینؑ

ہو کے خود وقفِ ستم بات یہ ثابت کر دی
آدمیت کے لئے باعثِ راحت ہیں حسینؑ

ہیں حسینؑ اپنے، تو جنت بھی ہے اپنی اے ابر
کس کو معلوم نہیں مالکِ جنت ہیں حسین

میدان شہادت

آ کے دست شاہ پر مخصوص جادہ کر لیا
اب علی اصغر نے جینے کا ارادہ کر لیا

باپ کی گودی سے اصغر چھا گئے کونین پر
کتنا میدان شہادت کو کشادہ کر لیا

لاکھ گردش ہو مگر وہ قوم مٹ سکتی نہیں
فکر شبیریؑ سے جس نے استفادہ کر لیا

دِل تو دِل ہے پوری مجلس کی طہارت ہوگی
ذکر اہلبیتؑ کا جب بھی اعادہ کر لیا

دِل بڑھا شبیرؑ کے غم سے لپٹ کر رویئے
دِل گھٹا شبیرؑ کا ماتم زیادہ کر لیا

اُٹھ گئے شبیرؑ دُنیا سے تو کوئی غم نہیں
حق نہ مٹ جائے یہ زینبؑ نے ارادہ کرلیا

کام آخر اپنے اشکوں کی روانی آ گئی
زیست کا اِک اِک ورق دھودھو کے سادہ کرلیا

اب تو آلِ مصطفیٰؐ کا غم ہے اور اپنی نجات
اب الگ سارے جہاں سے ہم نے جادہ کرلیا

اِس کے دِل کو خواہش جنت ستاتی ہی نہیں
منتخب جس نے نبیؐ کا خانوادہ کر لیا

تھا جو دِل کو کچھ زیادہ دین پیغمبرؐ سے ربط
وزن غم اپنی طرف شہؑ نے زیادہ کرلیا

سید وحید الحسن ہاشمی

ایسے ہوتے ہیں محمدؐ کے گھرانے والے

السلام اے گل اسلام کھلانے والے
خار باطل، کے رہِ حق سے ہٹانے والے

جن کی قربانی پہ نازاں ہیں زمانے والے
ایسے ہوتے ہیں محمدؐ کے گھرانے والے

لَوحِ تاریخ پہ کندہ ہے ترا نام حسینؑ
نہ مٹا پائے تجھے لوگ مٹانے والے

تیرے ہی دم سے ہے روشن یہ شبستان وفا
اے رہِ حق میں دیئے خوں کے جلانے والے

سب جری، شیر، دلیر ابن علیؑ کے ساتھی
موت کو ہنس کے گلے سے ہیں لگانے والے

اپنے ہاتھوں سے لٹاتے ہیں گھر ہائے وفا
ایسے دیکھے نہیں گھر بار لٹانے والے

دین حق یوں تو مٹانے کی بہت کوشش کی
مٹ گئے خود ہی زمانے سے مٹانے والے

اپنی طاقت پہ بہت ناز تھا جن کو کل تک
لگ گئے خود ہی ٹھکانے سے ٹھکانے والے

دُور تک شمس نہیں نام و نشاں تک اُن کا
چھپ گئے جا کے کہاں تیر چلانے والے

مرزا الشمس الحسن شمس

سلام بحضور حضرت امام حسین علیہ السلام

لبِ فرات جو پیاسا دکھائی دیتا ہے
وہ اپنی ذات میں دریا دکھائی دیتا ہے
غضب کا سرخ ہے کرب و بلا کا صحرا بھی
جہاں سے خون اُبلتا دکھائی دیتا ہے
جو لے کے سینے پہ نکلوں غمِ حسینؑ کا داغ
تو رات میں بھی اُجالا دکھائی دیتا ہے
جو دل میں رکھتا ہے آلِ نبیؐ سے بغض و عناد
زمانے بھر میں وہ رسوا دکھائی دیتا ہے
حصارِ جبر میں کہتا ہے جو حسینؑ حسینؑ
وہ شخص ہی مجھے اچھا دکھائی دیتا ہے
جو دل میں رکھتا نہیں ہے غمِ حسینؑ کا عکس
وہ آئینہ مجھے دھندلا دکھائی دیتا ہے
مقامِ آلِ محمدؐ سمجھ سکیں گے وہ کیا
جنہیں رسولؐ بھی خود سا دکھائی دیتا ہے
سنے حسینؑ کا نام اور جو بگڑ جائے
یزید ہی کا وہ چہرہ دکھائی دیتا ہے
نظر میں عظمتِ عباسؑ گھوم جاتی ہے
جہاں علم کا پھریرا دکھائی دیتا ہے
اگرچہ گزری ہیں صدیاں رضا جہاں میں مگر
حسینؑ آج بھی پیاسا دکھائی دیتا ہے

از: سید علی رضا کاظمی

سلام حسین علیہ السلام

از: پیرزادہ طاہر محمور اکبر آبادی

کوئی سمجھ سکا نہ سیاست حسینؑ کی
اِک رازِ ایزدی ہے شہادت حسینؑ کی
اکبرؑ کے بعد کہہ گئے اصغرؑ بھی الوداع
ایسے میں کوئی دیکھتا حالت حسینؑ کی
جھکتا ہے عرش، روضۂ اقدس کے سامنے
اتنی بلند، منزلِ عظمت حسینؑ کی
اے ارضِ کربلا؟ تری قسمت کے میں نثار
دامن میں تیرے دفن ہے دولت حسینؑ کی
زخموں پہ زخم کھا کے تبسم لبوں پہ ہے
یہ تابِ صبر و ضبط، یہ ہمت حسینؑ کی
کی لفظِ اِنَّمَا کی وضاحت حسینؑ نے
کی لفظ اِنَّمَا نے وضاحت حسینؑ کی
طاہر! جہاں میں چھائی ہوئی ہے انانیت
محسوس کر رہا ہوں ضرورت حسینؑ کی

نذرانۂ عقیدت بحضور امام عالی مقام

سیدنا حسینؑ

ہر ظلم ظالموں کا اٹھایا حسین نے
سر کو کسی طرح نہ جھکایا حسین نے
دین خدا کو یوں نہ ملی عمر جاوداں
اس جستجو میں سر کو کٹایا حسین نے
اب اس کی دیکھ بھال ہمارے سپرد ہے
عظمت کا جو چراغ جلایا حسین نے
اپنی بقاء یہی ہے اسی پر چلے چلیں
اک راستہ جو ہم کو دکھایا حسین نے
ثاقب کسی طرح وہ فنا ہو نہ پائے گا
جو جذبہ میرے دل میں جگایا حسین نے
دین خدا کو عمر بقا دی حسین نے
اک راہ مومنوں کو دکھا دی حسین نے
ایمان کی بقاء کیلئے سر کٹا دیا
مومن کی عظمتوں کو جلا دی حسین نے

حسینؑ کی بارگاہ میں

حسین ! ہم کہ ترے بندگان نازو نیاز
ہمارے فخرؔ کی دولت جبین نازو نیاز
کسی یزید کی چوکھٹ پہ جھک نہیں سکتے
وہ دل کہ جس کی متاع عزیز سوزو گداز
ہزار بار ڈراتے رہیں لطیفہ باز
حسینؑ ! تیری روایت کی ہمنوائی میں
خدا کا شکر زمیں پر انہیں پناہ نہ ملی
مری حقیر شجاعت کے ولولے ہیں دراز
جنے تھے خاک وطن نے بہت سے حیلہ طراز
حضور سرور کونینؐ پر فدا ہونا
کمال فہم بھی ہو تو سمجھ نہیں سکتے
یہی ہے میری عبادت یہی ہے میری نماز
حسینؑ ! تیری حقیقت کو بندگان مجاز
قسم خدا کی فقط اہلبیت کا صدقہ
ہمارا طغرا خوبی قلم کی رعنائی
کلام شورش شعلہ نوا کا رنگ حجاز



جو کہ مصروف سلام شہدا رہتا ہے
گو وہ رہتا نہیں پر نام سدا رہتا ہے

اے فلک کاٹے گئے بعد فنا دست حسینؑ
اک نہ اک ظلم تیرے گھر پہ نیا رہتا ہے

شمر کہتا تھا یہی ماں ہے علی اکبرؑ کی
جس کا اک ہاتھ کلیجے پہ دھرا رہتا ہے

شاہ دیں کہتے تھے لاشے پہ کھڑے رو رو کے
ہوش اس جا نہیں انساں کا بجا رہتا ہے



قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے

از تحریر: پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری۔ لاہور

"بے شک جو لوگ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ دُنیا اور آخرت میں ان پر لعنت فرماتا ہے اور ایسے لوگوں کے لئے اس نے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے"

حضرت عباس کی اذیت سے صدمہ

حضرت عباسؓ حضورؐ کے سگے چچا تھے چونکہ جنگ بدر میں مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک تھے اور اہل مکہ کی طرف سے لڑنے کیلئے آئے تھے۔ اس لئے اہل مکہ کی شکست اور مسلمانوں کی نمایاں فتح کے بعد جنگی قیدی کی حیثیت سے مدینہ طیبہ لائے گئے اور دوسرے قیدیوں کی طرح انہیں بھی رسیوں سے جکڑ دیا گیا۔ وہ رسیوں کی اذیت سے ساری رات کراہتے رہے‘ ناز و نعم میں پلے ہوئے تھے‘ نامور انسان تھے‘ اس لئے قید و بند کی صعوبتیں ان کے لئے انتہائی اذیت کا سبب بن گئیں‘ صبح کے وقت حضورؐ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا چچا عباس کی تکلیف اور اذیت کے خیال سے ہمیں رات بھر نیند نہیں آئی‘ جب وہ کراہتے تھے تو ہمیں بے حد صدمہ پہنچتا تھا۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس وقت حضرت عباس کافر تھے‘ ابھی تک انہوں نے اسلام کی روشنی سے اپنے کاشانہ دل کو منور نہیں کیا تھا‘ کفر کی تائید و حمایت میں اسلام کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آئے تھے‘ پھر جنگی قیدی کی حیثیت سے گرفتار ہوئے اس کے باوجود حضورؐ نے ان کی اذیت کے خیال سے تکلیف محسوس فرمائی اور ساری رات آنکھوں میں کاٹ دی‘ صرف اس لئے کہ وہ نسبی لحاظ سے رشتہ دار‘ سگے چچا‘ اور اپنے خاندان کے آدمی تھے۔ صحابہ کرام سے فرمایا مناسب سمجھو تو فدیہ لے کر انہیں آزاد کر دو۔

حضرت حمزہؓ کے قاتل کو تنبیہ

اسی طرح جنگ اُحد میں جب حضورؐ کے چچا حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے اور ان کا قاتل وحشی‘ جو غیر مسلم تھا‘ وہ فتح مکہ کے بعد اسلام لے آیا اور کلمہ پڑھ کر حضور کے شرف صحابیت سے بہرہ ور ہو گیا‘ اسلام کہتا ہے کہ اسلام لانے سے پہلے کی جتنی خطائیں ہوں جتنے گناہ ہوں‘ جتنی بھی لغزشیں ہوں وہ ساری کی ساری معاف کر دی جاتی ہیں لیکن چونکہ یہ وحشی حضورؐ کے چچا کا قاتل تھا‘ اور اس نے بے دردی کے ساتھ حضورؐ کے چچا کو قتل کیا تھا مسلمان ہو گیا اس کی خطائیں بارگاہ مصطفویؐ کی طرف سے معاف کر دی گئیں‘ اس کی لغزشوں پر قلم عفو پھیر دیا گیا‘ حالت کفر کے سارے مظالم توبہ کے پانی سے دھو دیئے گئے‘ لیکن اس کے باوجود اس وحشی سے فرماتے‘ کہ تیری ساری خطائیں معاف ہو چکی ہیں اور تو صحابی بن گیا ہے‘ لیکن تو میرے سامنے آنے سے گریز کیا کر‘ میرے سامنے سے نہ گزرا کر‘ کہ جب تو میری نگاہوں کے سامنے آتا ہے تو مجھے اپنے پیارے چچا کی شہادت کا منظر یاد آجاتا ہے‘ وہ دکھ درد کے زخم ہرے ہو جاتے ہیں اس لئے میرے سامنے کم آیا کر۔

ان کے دکھ کو دکھ جانا ان کے درد میں شریک ہوئے اور ان کی اذیت پر حضور کو بھی تکلیف ہوئی اور طویل وقت گزر جانے کے باوجود جب بھی وہ خیال آجاتا تو دکھ درد پھر تازہ ہو جاتا۔ سو! حضور اکرم ﷺ کی نرم دلی اور آپؐ کے قلب انور کے گوشہ رحمت کو جان لینے کے بعد اب جب ہم نواسہ رسول ﷺ کی اس بے دردی کے ساتھ شہید ہونے کے واقعہ کو چشم تصور میں اپنے سامنے لاتے ہیں تو معاً یہ خیال آتا ہے کہ وہ رسول ﷺ جو حالت کفر میں اپنے چچا عباس کے کراہنے کی تکلیف گوارا نہ کر سکے‘ وہ رسول ﷺ جو اپنے چچا حمزہؓ کی بے دردی کی حالت میں شہادت کے دردناک منظر کو کبھی نہ بھلا سکے



اس رسول پاکؐ کی تکلیف اور اذیت کا عالم کیا ہوگا جب دیار غیر میں بے بسی اور بے کسی کے عالم میں' امام عالی مقام' جگر گوشہ رسولؐ جنہیں حضورﷺ نے اپنے کندھوں کا سوار بنایا' جنہیں حضورﷺ نے اپنی گود میں کھلایا تھا' جن کو حضورﷺ نے اپنی زبان اقدس چوسائی تھی اور جن کو اپنے دل کا ٹکڑا قرار دیا تھا اور کبھی بھی اپنی آنکھوں سے جدا نہ ہونے دیا تھا' آپ کی روح پاکﷺ کو کربلا کے تپتے ہوئے صحراء میں ڈھائے گئے ظلم وستم سے کتنا صدمہ پہنچا ہوگا؟

اور نبیﷺ کو صدمہ اور اذیت پہنچانا کوئی معمولی جرم نہیں جو شخص یہ حرکت کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب اور ذلت کو مقدر کر دیتا ہے۔ تو پھر کیا عالم ہوگا ان بدبختوں کے انجام کا' ان کی عاقبت اور آخرت کا جنہوں نے نواسہ رسولﷺ کو اذیت پہنچائی' خانوادہ رسولﷺ کی توہین کی' اور ریگزار کربلا میں انہیں ذبح کیا۔ ان کے جسموں پر گھوڑے دوڑائے' ان کے سروں کو ان کے مبارک جسموں سے جدا کیا۔ اندازہ کیجئے کہ حضورؐ کی روح انور پر گنبد خضراء کے اندر کیا قیامت بیتی ہوگی؟

حضرت ابن عباس کی روایت

متعدد کتب حدیث میں یہ واقعہ درج ہے۔ جس کے راوی حضرت ابن عباس ہیں فرماتے ہیں۔

رایت النبی ﷺ فیما یری النائم ذات یوم نبصف النهار اشعث قارورة فیهادم فقلت! بابی انت و امی! ماهذا دم الحسین و اصحابه ولم ازل النقطه منذالیوم ۰

میں نے نیند کی حالت میں دیکھا کہ رسول پاکؐ خواب میں میرے پاس تشریف لے آئے' آپؐ کے سر انور پر گرد ہے اور آپؐ پریشان نظر آتے ہیں اور آپؐ کے دست اقدس میں ایک شیشی ہے اور اس شیشی میں خون ہے میں حیران ہوگیا اور حیرت کے عالم میں پکار اٹھا' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہﷺ! آپؐ اتنے پریشان کیوں ہیں؟ اور دست اقدس میں یہ شیشی کیسی ہے جس میں خون ہے؟

حضورﷺ نے فرمایا ابن عباس! تو دیکھ کہ کلمہ پڑھنے والے بعض بدبختوں نے میرے بعد میرے بیٹے کا کیا حشر کیا ہے؟ میں نے صبح سے شام تک سارا دن آج کربلا میں گزارا ہے اور اپنے بیٹے حسینؓ اور اس کے ساتھیوں' جان نثاروں اور وفاداروں کا خون اس شیشی میں جمع کیا ہے اور اب یہ خون لے کر میں اپنے اللہ کی بارگاہ میں جا رہا ہوں یہ دکھانے کے لئے کہ ان بدبختوں نے تیرے رسولؐ کے نواسے کے ساتھ کربلا کے ریگ زار میں یہ حشر کیا ہے۔

ابن عباسؓ خواب سے بیدار ہوئے کتب احادیث میں درج ہے کہ آپ اٹھے اور آپ کی زبان پر "اناللہ وانا الیہ راجعون" کے الفاظ جاری تھے۔ لوگوں نے پوچھا حضرت کیا ہوگیا ہے؟ فرمانے لگے۔ حسینؓ ابن علیؓ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا حضرت یہ کیسے پتہ چلا؟ فرمانے لگے ابھی رسول پاکؐ ایک تعزیتی کیفیت میں میرے سامنے تشریف لائے اور آپؐ نے خواب میں ہی مجھے شہادت حسینؓ کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ بیس بائیس دن کے بعد پھر جب باضابطہ شہادت حسینؓ کی اطلاع ابن عباسؓ اور اہل مکہ کو پہنچی۔ بائیس دن پہلے جو خبر آپ کو دی گئی تھی اس کی تصدیق ہوگئی۔

حضرت ام سلمہؓ کی روایت

دوسری طرف وہی دوپہر ہے حضرت ام المومنین ام سلمہؓ مدینہ طیبہ میں حضورﷺ کے گھر میں آرام فرما ہیں حضرت سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ میں آپؐ کے پاس یعنی ام المومنین ام سلمہ کے پاس گئی' یہ وہ حضورؐ کی زوجہ مطہرہ جن کو آقائے دوجہاں نے وہ مٹی عطا کی تھی جو مٹی حضرت جبرائیل امین ریگزار کربلا سے اٹھا کر حضرت امام حسینؓ کے بچپن کے زمانے میں دے گئے تھے' اور یہ عرض کر گئے تھے کہ حضور یہ اس میدان کرب وبلا کی مٹی ہے جس میں کچھ بدبخت حسینؓ بن علیؓ کو آپؐ کے بعد شہید کر دیں گے' آپؐ نے وہ مٹی ام سلمہ کو دے دی تھی یہ فرماتے ہوئے کہ:

اذا تحولت هذه التربة دما فاعلمی ان ابنی قد قتل

اے ام سلمہؓ جب یہ مٹی سرخ ہوجائے یعنی خون میں بدل جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا حسینؓ شہید کر دیا گیا ہے۔

حضرت سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ میں آپ سے ملنے کے لئے گئی میں نے دیکھا کہ آپ زاروقطار رو رہی ہیں۔ چشمان مقدس سے آنسو رواں ہیں۔ ایک دکھ اور درد والم کی کیفیت طاری ہے میں نے پوچھا ام المومنینؓ رونے کا کیا سبب ہے؟ وہ فرمانے لگیں ابھی خواب میں رسول پاک تشریف لائے تھے اور میں نے ان کو دیکھا ہے خدا کی قسم ان



کی چشماں مقدس سے بھی آنسو بہہ رہے تھے۔

قال رسول ﷺ يا رسول مالك : قلت تراب ولحيته راسه على

شهدت قتل الحسين آنفاہ

آپ کے سرانور اور داڑھی مبارک پر مٹی تھی۔ میں نے پوچھا آقا! یہ گرد کیسی؟ فرمانے لگے ام سلمہؓ ابھی اپنے حسینؑ کے قتل کا منظر دیکھ کر آیا ہوں۔ میں میدان کربلا سے آیا ہوں۔ حضرت ام سلمہؓ نے بیدار ہوتے ہی اس شیشی کو اٹھایا' جس میں مٹی پڑی تھی دیکھا تو وہ خون ہو چکی تھی فرمانے لگیں اب حسینؑ ابن علیؑ شہید کر دیئے گئے ہیں۔

تو دوستو! وہ رسول ﷺ جو اس رشتے کی مناسبت سے ادنیٰ سی بھی تکلیف گوارا نہ فرماتے تھے اس رسول ﷺ کو کس قدر اذیت پہنچی ہوگی؟ اس لئے وہ صبح سے شام تک اپنی روح طیبہ کے مثالی جسم کے ساتھ میدان کربلا میں تھے؟ حضور اپنے نواسہ حسینؑ کی شہادت کا منظر دیکھ رہے تھے۔ جو نبی خونی رشتے کی بدولت اپنے اعزہ واقارب کی ذرا سی تکلیف بھی گوارا نہیں فرماتے تھے اور ان کی اذیت سے بے چین ہو جاتے تھے اس سانحہ کے وقوع کے وقت ان کے درد والم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور جو بدکردار سفاک لوگ اس قتل میں ملوث تھے' ان کے خلاف آپ کے نفرت بھرے جذبات کیسے ہوں گے وہ بخوبی معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ اسی حادثہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے آپؐ نے ایک بار فرمایا تھا کہ:

''میں دیکھتا ہوں ایک دھبے دار کتے کو' وہ میرے اہل بیت کے خون سے ہاتھ رنگ رہا ہے''

جب امام حسینؑ میدان کربلا میں پہنچے اور شمر ذی الجوشن تلوار لہراتا ہوا اس شاہسوار کے سامنے آیا تو اس کی شکل دیکھتے ہی پکار اٹھے کہ میرے نانا نے سچ فرمایا تھا کہ میں ایک دھبے دار برص والے کتے کو دیکھتا ہوں کہ میرے بیٹے کے خون سے ہاتھ رنگ رہا ہے۔ اے بد بخت شمر! تو ہی وہ کتا ہے جس کی نسبت میرے نانا نے خبر دی تھی اور میں تیرے برص کو دیکھ رہا ہوں' اور دیکھ رہا ہوں تیرے انجام کو کہ عنقریب تو ہمارے خون سے اپنے ہاتھ رنگے گا۔ ابن عساکر نے اس روایت کو بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ جس طرح میں نے پہلے عرض کیا کہ ان کا سرانور اور دیگر شہدائے کربلا کے سروں کو تنوں سے جدا کر دیا گیا۔

اب شام ہو چکی تھی ان ظالموں نے رات اسی میدان میں بسر کی اندازہ کیجئے کہ وہ رات کیسی قیامت کی رات ہوگی خانوادہ رسولؐ کی مقدس بیبیاں خیموں میں ہیں اور رات چھا گئی ہے' اور تن سر سے جدا ہیں اور اس طرح بہتر (۷۲) شہداء کے تن ایک طرف اور سر ایک ریگزار کربلا میں دریا ہے فرات کے کنارے پڑے ہیں۔ ساری رات اس قیامت کی کیفیت میں بسر ہوگئی۔

شہادت کے بعد تاریکی اور خون کی بارش

حضرت علامہ ابن حجر مکی' حضرت امام سیوطی' ابن اثیر' علامہ ابن جریر طبری' علامہ ابن کثیر و دیگر آئمہ حدیث نے بھی اپنی اپنی کتب میں بیان فرمایا ہے کہ:

اہل بیتؑ اطہار کی شہادت کے مابعد نتائج وعلامات سے پہلے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ جب انہیں بے دردی اور ظلم کے ساتھ شہید کر دیا جائے گا تو زمین وآسمان خون کے آنسو روئیں گے۔ چنانچہ شہادت امام حسینؑ کے بعد یہ پیشین گوئی من وعن پوری ہوئی۔

لما قتل الحسين اسودت السماء وظهرت الكوا كب نهارا

جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو آسان سیاہ ہو گیا اور تاریکی کے باعث دن کو تارے نظر آنے لگے۔

بعض کتب میں ہے کہ تین دن تک آسمان کی رنگت سرخ رہی جس پر اندھیرے کا گمان ہوتا تھا۔ بعض مورخین نے یہ مدت سات دن بیان کی ہے۔ ہر طرف خون کی بارش ہونے لگی۔ بیت المقدس تک جہاں کہیں بھی کوئی شخص اپنے مٹکے سے اس کا ڈھکن اٹھاتا تو اس میں پانی کی جگہ خون نظر آتا زمین کے جس مقام سے پتھر کا ٹکڑا اٹھایا جاتا اس ٹکڑے کے نیچے سے خون کا فوارہ رواں ہو جاتا' الغرض ہر سوز مین بھی قتل حسینؑ پر رو رہی تھی اور آسمان بھی شہادت حسینؑ پر رو رہا تھا۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں رب ذوالجلال کی عزت کی قسم حسینؑ کی شہادت کے دن میں نے جنات کو بھی روتے ہوئے دیکھا' ان کو بھی یہ کہتے ہوئے سنا کہ بد بخت اور بد نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے کو شہید کر کے اپنے اوپر رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا دروازہ بند کر لیا ہے۔

حسین علیہ السلام کا سفر

رات گزر گئی صبح ان مقدس سروں کو نیزوں پر اٹھایا گیا۔ اونٹوں کی سواریوں پر



مقدس بیبیوں کو بٹھایا گیا اور یہ لٹا پٹا سارا قافلہ سوئے کوفہ روانہ ہوگیا' ظالم یزیدی اس قافلے کو لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ رات کو ابن سعد کے لشکر میں سے کسی نے چاہا کہ حضرت زین العابدین کو بھی شہید کر دے لیکن ابن سعد نے کہا بیمار بچہ ہے' اسے رہنے دو! مشیت ایزدی یہی تھی کہ کوئی مرد ان میں ضرور موجود رہے جس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو اور وہ حالات کا عینی شاہد ہو۔

دوسرے روز لشکر یزید نے اپنی تمام لاشوں کو جمع کیا اور انہیں دفن کر کے روانگی کا اعلان کر دیا' مگر اہل بیتؑ کرام کی لاشوں کو دفن کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہ کی' بے غیرت کمینے لوگوں نے امام پاک کے خاندان اور ساتھیوں کے جسموں اور لاشوں کو اسی جگہ بے گور وکفن چھوڑ دیا۔

فرات کے کنارے ایک قبیلہ بنو اسعد آباد تھا جب انہیں پتہ چلا کہ یزیدی لوگ اہل بیت اطہارؑ کی لاشوں کو کھلے آسمان تلے چھوڑ کر چلے گئے ہیں تو وہ فوراً وہاں پہنچے اور شہداء کے مبارک جسموں کے کفن و دفن کا انتظام کیا۔

یزیدیوں کا قافلہ اہل بیت کرامؑ کے ہمراہ کوفہ میں داخل ہوا شہداء کے سر ان کے پاس تھے۔ وہ سب ابن زیادہ کے سامنے پیش کر دیئے گئے۔ حضرت امام پاکؑ کا سر مبارک خولی کے پاس تھا وہ کسی وجہ سے بروقت دربار میں نہیں پہنچ سکا اور سر مبارک اپنے ہمراہ اپنے گھر لے گیا۔ اپنی بیوی سے کہنے لگا آج میں تیرے لئے دُنیا و جہاں کی دولت لے کر آیا ہوں اس کا مطلب یہ تھا کہ جب یہ سر ابن زیادہ کے سامنے پیش ہوگا تو بہت سا انعام ملے گا۔ سنگ دل خولی لمبی تان کر سوگیا مگر اس کی بیوی سر مبارک کے سامنے بیٹھ گئی اور ساری رات رو رو کر گزاری۔ اس نے دیکھا کہ زمین سے آسمان تک نوری نور پھیلا ہوا ہے اور سر مبارک کے اردگرد عجیب شکل کے نورانی پیکر طواف کر رہے ہیں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ حور و فرشتے ہیں' اس کی مخلوق ہیں یا عالم بالا سے آئے ہوئے ملائکہ ہیں وہ ساری رات یہی نظارے کرتی رہی۔

صبح بدبخت خولی اٹھا اور امام پاک کا سر انور ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ امام عالی مقام کا سر انور باقی سروں کے ساتھ اور خانوادہ رسولؐ کے باقی قیدیوں کے ساتھ اس بدبخت ابن زیاد کے تخت کے سامنے پیش کیا گیا وہ بدبخت اس وقت تخت پر بیٹھا تھا اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی اس نے چھڑی لے کر سیدنا امام حسینؑ کے دندان مبارک پر ماری اور کہا دیکھ سر اکڑا کر چلنے والے! آج تو اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ حضورؐ کے ایک نابینا صحابی جو کہ بالکل نابینا تھے نظر کچھ کمزور تھی وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے ان کا نام زید بن ارقم تھا وہ مجلس میں موجود تھے۔ ابن زیاد کی چھڑی کو جب امام عالمی مقام کے مبارک لبوں پر دیکھا تو وہ چیخ اٹھے اور کہا کہ کچھ تو حیا کر میں نے اپنی آنکھوں سے حضور کے لبوں کو ان لبوں پر دیکھا ہے۔ حضورؐ ان لبوں کو چوما کرتے تھے' اس نے کہا کہ اے زید بن ارقم اگر آپ رسولؐ کے صحابی اور بوڑھے نہ ہوتے تو میں آپ کا سر قلم کر دیتا۔

ظالم! تجھے کیا حیا ہے حضورؐ کے صحابی کا جس رسولؐ کے لخت جگر سے تم یہ سلوک کر رہے ہو اس رسولؐ کے صحابی سے حیا کرنے کا تمہیں کیا حق پہنچتا ہے؟ ابن زیاد نے یہ سب کچھ کرنے کے بعد یزید کی خوشنودی کے لئے امام عالی مقام کا سر انور و دیگر سروں کے جلوس کے ساتھ اور انہیں خانوادہ رسولؐ کی برگزیدہ قیدی بیبیوں کے ساتھ یزید کی طرف دمشق روانہ کر دیا۔ جب یہ قافلہ دمشق کی طرف روانہ ہوا تو راستے میں ایک گرجے کے قریب پڑاؤ کیا وہاں انہوں نے جلی حروف میں ایک پہاڑی پر سرخ رنگ کے ساتھ یہ شعر لکھا ہوا دیکھا۔

اترجوا امة قتلت حسينا   شفاعة جده يوم الحساب

''جس قوم نے حسینؑ کو قتل کر دیا ہے کیا وہ قیامت کے دن ان کے نانا جان کی شفاعت کی اُمید رکھ سکتی ہے؟''

اہل قافلہ نے جب یہ عجیب و غریب شعر پڑھا تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کچھ سمجھ نہ سکے کہ یہ شعر اس پہاڑی پر اس قدر نمایاں صورت میں کیسے مسطور ہو گیا ابھی ان پر حیرت اور دہشت کا عالم طاری تھا کہ اس گرجے میں سے ایک عیسائی پادری ان کے قریب آیا اہل قافلہ نے اس کی آمد کو غنیمت جانا اور پوچھا کہ یہ شعر یہاں کب سے لکھا ہے؟ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں' ہم تو اپنی پیدائش کے وقت سے دیکھتے آ رہے ہیں اور ہمارے بڑے بوڑھے بتاتے ہیں کہ نبی کریمؐ کی بعثت سے بھی صدیوں پہلے یہ شعر یہیں لکھا ہوا تھا اور یہ عرصے سے چلا آ رہا ہے۔ یہ بتانے کے لئے ظالمو! وہ بدبخت گروہ تم میں سے ہوگا جو تمہیں کلمہ پڑھانے والے نبی کے نواسے کو شہید کر دے گا۔ اس راہب نے جب یہ کیفیت دیکھی تو پوچھا یہ سر کس کا ہے؟ یہ قافلہ کیسا ہے؟ یہ ماجرا کیا ہے؟ اس راہب کو بتایا گیا کہ یہ سر حسینؑ ابن علیؑ کا ہے' نبی کے لخت جگر کا سر ہے' یہ ان کے خاندان کی مقدس



بیبیوں کا قافلہ ہے' یہ ان کی اولاد کے مقدس سر ہیں۔

وہ راہب کانپ اٹھا' اس کا جسم لرز گیا وہ کہنے لگا ظالمو میں تمہیں دس ہزار دینار دیتا ہوں' دس ہزار دینار کے بدلے ایک رات ان سروں کی مہمانی مجھے عطا کر دو! میں عیسائی ہوں' میں تمہارے دین پر ایمان نہیں رکھتا' میں تمہارا کلمہ نہیں پڑھتا لیکن مسافر سمجھ کر میں چاہتا ہوں کہ ایک رات خدمت کرلوں۔

وہ ظالم سیم وزر کے غلام تھے' ان لوگوں نے دس ہزار دیناروں کی خاطر ایک رات راہب کے پاس پڑاؤ کرنا قبول کرلیا۔ راہب نے اپنے گھر کو خالی کرلیا' پردہ دار مقدس بیبیوں کو گھر کی چاردیواری میں محفوظ رکھا اپنی خواتین سے کہا کہ رات بھر ان کی خدمت کرو یہ مسلمانوں کے نبی کی بیٹیاں ہیں اور خود امام عالی مقام کے سرانور کو ایک دھوئے ہوئے صاف اجلے طشت میں رکھ لیا' رات کو ایک پیالہ پانی لیکر اس سرانور کو دھایا اس کی گردصاف کی' ریش مبارک پر خوشبو لگائی پھر ساری رات سرانور کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا رہا' زاروقطار روتا رہا اور یہ کہتا رہا۔ (اے حسینؓ میں مسلمان نہیں ہوں آپ کے نانا جان کا کلمہ نہیں پڑھا پھر بھی یہ خوفناک منظر دیکھنے سے قاصر ہوں' یہ حریص و ذلیل اور ظالم لوگ کس بے دردی سے آپ کے خاندان کو ذبح کرکے بڑی بے پرواہی سے سفر کر رہے ہیں۔ انہیں احساس ہی نہیں کہ انہوں نے کتنا بڑا جرم کیا ہے۔

ساری رات اس خدمت کے عوض' خانوادہ رسولؐ کی مقدس بیبیاں اس راہب کو دعائیں دیتی رہیں' سرحسینؓ بھی زبان سے اسے دعائیں دیتا رہا' یکا یک اس کی قسمت کا ستارہ چمکا' اس کی آنکھوں کے آگے سے حجابات اٹھ گئے اور وہ نور جو خولی کی بیوی نے دیکھا تھا وہ عرش سے زمین تک اس کی آنکھوں پر بھی منکشف ہوگیا اس نے دیکھا کہ ایک نور اترا ہے اور حسینؓ کے سر کے اردگرد طواف کررہا ہے۔ جب اس نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا اور سراقدس کے رعب و جلال کا مشاہدہ کیا تو اس کے دل کی کیفیت ہی بدل گئی' اس کی محبت اور حسن عقیدت کا صلہ ملنے کے انتظامات ہو گئے اس وقت اس کا باطن جگمگا اٹھا' سینہ روشن ہوگیا اور اس نے فوراً کلمہ پڑھ لیا' اب اس کے لئے اہل بیت کرام سے دور رہنا ناممکن ہوگیا۔ چنانچہ جب یہ قافلہ روانہ ہوا تو وہ بھی ان کے ساتھ ہولیا' اپنی منزلیں طے کرتا ہوا جب یہ قافلہ یزید کے دربار میں پہنچا تو وہ پہلے ہی سے اس کا منتظر تھا اور بڑی رعونت کے ساتھ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا ایک چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی۔

جب سرحسینؓ اس کے سامنے رکھا گیا تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی چھڑی آپ کے دندان مبارک پر ماری اور دانت پیس کر بولا! تم اپنے انجام کو پہنچ گئے ہو۔ وہاں بھی دربار میں حضور نبی کریمؐ کے ایک بزرگ صحابی حضرت ابوبرزہ اسلمی بھی موجود تھے' وہ یہ بے ادبی برداشت نہ کرسکے اور یزید کو ڈانٹ کر فرمانے لگے ظالم اس بے ہودہ حرکت اور گستاخی سے باز آجا میں نے بارہا دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان ہونٹوں کو چوما کرتے تھے۔ یزید پلید کو صحابی کی یہ تنقید پسند نہ آئی اور ان کی یہ بات سخت ناگوار گزری چنانچہ انہیں دربار سے نکلوا دیا۔

سفیر روم کی حیرت اور تنقید

مجلس میں روم کا ایک عیسائی سفیر بھی موجود تھا وہ یہ سب کچھ دیکھ کر حیران رہ گیا اور معاملے کی تہہ تک نہ پہنچ سکا آخر اس سے نہ رہا گیا اور بولا بتاؤ تو سہی یہ کس کا سر ہے جس کے لبوں پر یزید چھڑی مار رہا ہے اور نفرت کے ساتھ لبوں پر چھڑی مار کر بڑے تفاخر سے اور بڑی تمکنت کے ساتھ فرعونیت کے روپ میں یہ کہہ رہا ہے کہ کاش آج غزوہ بدر میں مرنے والے میرے بڑے زندہ ہوتے تو میں انہیں بتاتا کہ دیکھو ہم نے تمہارے مرنے کا بدلہ نبیؐ کے خاندان سے لے لیا ہے۔

یزید کے اس کھلے اعلان کے بعد کیا اب بھی اس کے ایمان دار ہونے کا کوئی امکان باقی رہتا ہے؟ کیا اب بھی اسلام کے ساتھ اور جنت کے ساتھ اور آخرت کے ساتھ یزید کے کسی تعلق کا کوئی تصور کیا جاسکتا ہے' جو برملا اس نواسہ رسولؐ کے لبان اقدس پر چھڑی مار کر یہ کہہ رہا ہے کہ اگر آج میرے بزرگ زندہ ہوتے' جو صحابہ کرام کے ہاتھوں میدان بدر میں مارے گئے تھے تو میں انہیں بتاتا کہ تمہارے قتل کا بدلہ میں نے حسینؓ کی صورت میں نبیؐ کے خاندان سے لے لیا ہے۔

یہ تعلق تھا اس بدبخت کا اللہ کے نبی اور اس کے خاندان اور اس کے دین کے ساتھ وہ عیسائی پوچھنے لگا بتاؤ تو سہی یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ ہمارے رسولؐ کا بیٹا ہے' وہ عیسائی کانپ اٹھا اور اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور مجلس میں کہنے لگا ظالمو! مجھے کوئی شبہ نہیں رہا کہ تم ناقدرشناس' ظالم اور دنیا پرست ہو اس لئے کہ ہمارے پاس ایک گرجے میں حضرت عیسیٰ کی سواری کے پاؤں کا ایک نشان محفوظ ہے ہم ساری کی ساری امت سالہا سال سے اس نشان کی تکریم کرتے آرہے ہیں اور تمہارے کعبے کی طرح جان کر اسکی زیارت کو جاتے



ہیں۔ ہم اپنے نبی کی سواری کے پاؤں کے نشان کو حرز جان بنائے ہوئے ہیں اور تم اپنے نبیؐ کے بیٹے کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو؟

ایک یہودی کی لعنت ملامت

وہاں اس مجلس میں ایک یہودی بھی موجود تھا اس نے بتایا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسل سے ہوں اور اب تک ستر پشتیں گزر چکی ہیں لیکن اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتی میری بے حد تعظیم کرتے ہیں اور ایک تم ہو کہ اپنے نبی کے نواسے کو بے دردی سے قتل کر دیا ہے اور اب اس پر فخر بھی کر رہے ہو تمہارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے اپنی بدبختی پر جتنا بھی ماتم کرو کم ہے۔

یزید کی منافقانہ سیاست

الغرض اس قسم کی گفتگو اور واقعات دربار یزید میں پیش آئے اس کے بعد اس بدبخت نے خوشی منائی اور فخر کیا۔ ابن زیاد کو انعام و اکرام دیا لیکن بعد میں جب اس نے دیکھا کہ لوگوں کے تیور بدل رہے ہیں اور جس اقتدار کی خاطر اس نے یہ سارے مظالم ڈھائے ہیں وہ خطرے میں ہے اور لوگ اس سے سخت نفرت کرنے لگ گئے ہیں تو اس نے فوراً پینترا بدلا اور بھولا مسکین بن کر کہنے لگا۔

”برا ہوا ابن زیاد کا جس نے میدان کربلا میں اہل بیتؑ کی توہین کی اور ان کے چیدہ چیدہ افراد کو قتل کیا اور نہایت سفاکی اور بے رحمی کا ثبوت دیا، میں اس کے اس فعل پر خوش نہیں ہوں اگر وہ حسین کو زندہ لے آتا تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی مگر اس ستم گر نے بہت جبر کیا ہے اور ظلم و ستم کی انتہا کر دی ہے خدا اس پر لعنت کرے، وہ بہت بڑی لعنت و ملامت کا مستحق ہے۔“

یزید کی ان منافقانہ باتوں کی بنیاد پر بعض کوتاہ اندیش اس غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں کہ وہ قتل حسین سے خوش نہ تھا اور اسے واقعہ سے بے حد صدمہ پہنچا تھا۔

ایسی سوچ رکھنے والے سے ہم پوچھتے ہیں کہ اگر وہ ابن زیاد کی اس کارروائی سے ناخوش تھا تو پھر ان سے اور ابن سعد سے قصاص کیوں نہ لیا؟ چلو قتل کا قصاص لینا دور کی بات ہے، ان دونوں کو معزول کیوں نہ کیا؟ یا ان کے عہدوں میں کمی کیوں نہ کی؟ ان سب صورتوں کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے ان سے باز پرس تک نہ کی نہ کوئی سزا دی۔ یہ صورت حال اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اندر سے خوش تھا ان کی کارروائی کو حق بجانب جانتا تھا، بعد میں اس نے جو مگرمچھ کے آنسو بہائے اور چکنی چپڑی باتیں کیں وہ سب اپنے سیاسی انجام سے بچنے اور اقتدار کو دوام بخشنے کے لئے تھیں۔ کیونکہ قتل حسین نے اس کے تحت اقتدار کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

بعد ازاں اس ظالم نے امام عالی مقام کے سر اور باقی سروں کے بارے میں کہا کہ انہیں دمشق کے بازاروں میں پھرایا جائے۔ کیا یہی یزید جو قتل حسینؓ پر خوش نہیں ہے اگر خوش نہیں تو پھر کیا قتل حسینؓ کے بعد کوئی گنجائش رہ گئی تھی جو اس نے سروں کی نمائش کا بھی اہتمام کیا۔ یزید پلید ابن زیاد اور ابن سعد کی سفاکانہ کارکردگی سے بدل و جاں خوش تھا اور محض اوپر سے لیپا پوتی کر رہا تھا تاکہ لوگ بدظن نہ ہو جائیں۔ اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ اہل بیتؑ کے قافلے کو دمشق کے بازاروں میں پھرایا گیا، شہداء کے سروں کی نمائش کی گئی اور نیزوں پر لٹکے ہوئے ان سروں کا جلوس بھی نکالا گیا۔

سرِ حسینؑ کی اعجازی شان

کہتے ہیں کہ سب سے آگے امام حسینؓ کا سر مبارک تھا۔ جب یزیدی لوگ سروں کو لے کر گھوم رہے تھے تو اس وقت ایک مکان کے قریب سے گزرے اندر سے کسی شخص کی آواز آئی، جو سورۃ کہف کی تلاوت کر رہا تھا اور اس کی زبان پر یہ آیت کریمہ تھی۔

ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجباo

”کیا تو نے سوچا کہ اصحاب کہف یعنی غار والے لوگ ہماری عجیب نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے“ اس وقت امام پاک کے سر مبارک نے فصیح زبان میں کہا۔

”اعجب من اصحاب الکھف قتلی و حملی“

”میرا قتل کیا جانا اور یوں گلیوں میں پھرایا جانا اصحاب کہف کے واقعہ سے بھی عجیب تر ہے۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ امام حسینؓ کا سر انور یزید کے حکم پر دمشق میں پھرایا جا رہا تھا ان کے نیزے کے سامنے ایک دمشق کا شخص جا رہا تھا اور وہ سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا جب وہ اس مقام پر پہنچا کہ کہف اور رقیم کے لوگوں کے واقعات بہت عجب ہیں تو اللہ پاک نے سر حسین کو زبان عطا کر دی اور امام حسینؓ کا سر انور نیزے کی نوک سے فصیح زبان میں بولا کہ کہف اور رقیم کے واقعات پر تعجب کرنے والو نواسہ رسول کا سر کٹ کر نیزے پر سوار کیا جانا یہ کہف



کے واقعہ سے بھی عجیب تر ہے اور زیادہ دردناک ہے۔

امام عالی مقام کے اس واقعہ کے بعد امام عالی مقام کے اس مقدس قافلے اور ان بیبیوں کو پھر مدینہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ یہ لٹا پٹا قافلہ حضرت زین العابدینؓ کی قیادت میں جب مدینہ پہنچا تو شہر مدینہ کی گلیوں میں قیامت بپا ہوگئی ایک کہرام مچ گیا۔ ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ وہاں کے ذرات کا عالم کیا ہوگا؟ مدینہ کی گلیوں کی جس خاک پر حسینؓ کا بچپن گزرا تھا اس خاک کے ذرے اس لٹے ہوئے قافلے کو دیکھ کر کیا کہتے ہوں گے؟ مدینے کی فضاؤں میں جہاں حسینؓ اپنے نانا کے کندھوں پر سوار ہو کر سانس لیتے رہے ان فضاؤں کی افسردگی کا عالم کیا ہوا ہوگا؟ مدینے کے در و دیوار کیا کہتے ہوں گے؟ وہاں کے بزرگ اور نوجوان کیا سوچ رہے ہوں گے ارے گنبد خضراء کے سائے کیا کہتے ہوں گے اور حضورؐ کے روضہ اطہر کی فضائیں کیا کہتی ہوں گی؟ یہ معاملہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

یزید کی فرعونیت وگمراہی کی تفصیلات

امام عالی مقام کی شہادت کے بعد یزید بدبخت میں فرعونیت آ گئی' مزید قارونیت آ گئی' اس کی بدکاری میں اضافہ ہوگیا۔ نشہ اقتدار میں مزید دھت ہوگیا۔ شرابی تو پہلے ہی تھا لیکن اب شراب خوری کی کوئی حد نہ رہی' بدکار تو پہلے ہی تھا لیکن اب سوتیلی ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ بدکاری کرنے لگا۔

الغرض عیوب و نقائص کا مجسمہ بن گیا اور اس کا ظلم و ستم انتہا کو پہنچ گیا' لوٹ مار کی کوئی حد نہ رہی' حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے یہ سب کچھ دیکھا تو ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ اب اس کی بیعت کا انکار کرنا ضروری ہوگیا ہے ورنہ ممکن ہے کہ اللہ کا عذاب نازل ہو جائے اور آسمان سے پتھر برسنے لگیں۔ چنانچہ مدینہ اور مکہ والوں نے برملا یزید کی بیعت کو توڑ ڈالا اور اس کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اس کو یزید نے اپنے خلاف بغاوت سمجھا اور مسلم بن عقبہ کی زیر قیادت بیس ہزار فوجیوں کا لشکر تیار کیا اور کہا کہ جاؤ مدینے پر حملہ کر دو اور میں تین دن کے لئے تم پر مدینہ کو حلال کرتا ہوں جو تمہارے جی میں آئے کرو تمہیں کوئی نہیں پوچھے گا۔

یہ کردار ہے اس یزید کا

جسے کبھی امیر المومنین کہا جاتا ہے اور کبھی اس کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ پڑھا اور لکھا جاتا ہے۔ کبھی اسے مومن اور جنتی قرار دیا جاتا ہے۔ یہ ہے وہ یزید یہ ہے اس کا دینی کردار یہ ہے اس کی جنتی سیرت' جو بیس ہزار کا لشکر نواسہ رسولؐ کی شہادت کے بعد مدینے کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے بھیج رہا ہے۔ چنانچہ مشہور واقعہ حرہ پیش آیا یزیدی فوج نے مدینے کے لشکر کا محاصرہ کر لیا شہر مدینہ کا گھیراؤ کر لیا انہوں نے خندق سے اپنی محافظت کی یہ پتھراؤ کرتے رہے اور نعرے بلند کرتے رہے کہ آؤ اب ہم بدر اور احد کے اپنے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے آ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے گھوڑے اپنے خچر اپنے اونٹ اپنی سواریاں حضورؐ کے روضہ اطہر اور مسجد نبوی کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیں مسجد نبویؐ ویران ہوگئی اس کی بے حرمتی ہونے لگی تین دن تک میرے آقا کی مسجد میں اذان معطل رہی' نمازیں معطل ہوگئیں اور تین دن تک قتل عام جاری رہا۔

آپ وفاء الوفا' لابن کثیر اور تاریخ الخلفاء جیسی معتبر کتب تواریخ و سیر اٹھا کر دیکھیں تب آپ کو پتہ چلے گا کہ یزیدی لشکر نے مدینہ طیبہ پر کیا قیامت ڈھائی۔ صحابہ کرامؓ صحابیاتؓ' تابعینؒ' اور تبع تابعینؒ میں سے تقریباً دس ہزار مقدس ہستیوں کو بے دریغ تہ تیغ کیا۔ خواتین کی بے حرمتی کی اور عوام پر بے پناہ تشدد روا رکھا۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ اسی موقعہ پر شہید ہوئیں اور حضور کے صحابی ابوسعید خدری جو نابینا ہو گئے تھے ان کی داڑھی مبارک سفید تھی حضورؐ کے دیدار کی طلب لے کر مدینہ میں مسجد نبوی کی طرف آ رہے تھے کہ یزیدی لشکر نے پوچھا بابا تو کون ہے؟ وہ کہنے لگے میں آقائے دو جہاں کا صحابی ہوں' ابو سعید خدری میرا نام ہے' ان ظالموں نے ان کی داڑھی مبارک پکڑ کر طمانچے مارے اور واپس گھر بھیج دیا۔

تین دن تک مسجد نبویؐ کی عبادتیں' نمازیں' جماعتیں معطل رہیں۔ حضرت سعید بن مسیبؒ جلیل القدر تابعی فرماتے ہیں کہ میں پاگل دیوانہ اور مجنوں بن کر مسجد نبویؐ میں حضورؐ کے روضہ اطہر میں منبر کے قریب چھپ گیا۔ پکڑا بھی گیا لیکن مجنون سمجھ کر چھوڑ دیا گیا۔ میرا دل گوارا نہ کرتا تھا کہ اس کیفیت میں اپنے آقا کا مزار چھوڑ کر اپنے گھر چلا جاؤں تین دن اور تین راتیں اسی منبر میں بیٹھا رہا' کوئی اذان کی آواز مسجد میں نہ اٹھتی تھی جماعت کا اہتمام نہ تھا' کہتے ہیں کہ رب ذوالجلال کی عزت کی قسم نماز کا وقت آتا تو مجھے روضہ رسولؐ سے اذان اور تکبیر کی آواز آتی تھی اور میں روضہ رسولؐ کی اذان کو سن کر نمازیں ادا کرتا تھا۔ یہاں اپنے مقاصد اور ناپاک عزائم کو پورا کرنے کے بعد وہ مکہ



کی طرف لوٹے چونکہ مکہ میں بھی یزید کے خلاف بغاوت ہو چکی تھی اس لئے انہوں نے ضروری سمجھا کہ اہل مکہ کو بھی سزا دیں۔

مسلم بن عقبہ کا انجام

اسی اثناء میں یزیدی لشکر کا سپہ سالار مسلم بن عقبہ مرگیا جس نے مدینہ پاک کی کھلے بندوں بےحرمتی کی تھی' وہ مدینہ طیبہ جس کے لئے صحیح مسلم اٹھا کر دیکھئے میرے آقا فرماتے ہیں کہ بیشک جو شخص میرے شہر مدینہ کے لوگوں کو معمولی سا بھی خوف زدہ کرے گا اللہ پاک اسے یوں ختم کر دے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل کر ختم ہو جاتا ہے۔ دوسری حدیث ہے:

جو میرے مدینہ والوں سے برائی کا ارادہ کرے گا اللہ پاک اور فرشتے قیامت تک اس پر لعنت کرتے چلے جائیں گے۔ یہ احادیث مبارکہ ہیں تعجب ہے کہ شہر مدینہ میں رہنے والے ایک بدوی کو ہراساں کرنے والا تو خدا کی لعنت اور دنیا و آخرت کے عذاب کا مستحق ٹھہرے اور نواسہ رسولؐ اور پورے خانوادہ رسول کو کچل دینے والا اور ان کی شہادت پر فتح و نصرت کے جشن منانے والا بدستور مومن' یہ کم از کم یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ مدینہ پر حملہ کرنے والا یزیدی لشکر کا سپہ سالار جب مرگیا' تو ایک عورت کے دل میں خیال آیا اس شخص نے ناقابل تلافی جرم کیا ہے ذرا اس کا حال تو معلوم کرنا چاہئے' روشن ضمیر اور ایمان دار عورت تھی۔ اس روحانی نظر سے بہرہ ور تھی جو عالم برزخ کے واقعات کو بھی دیکھ لیتی ہے۔ چنانچہ اس نے آکر قبر کھودی تو یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئی کہ دو اژدھے اس کی قبر میں موجود ہیں ایک اس کے سر پر پھنکار رہا ہے اور دوسرا ٹانگوں کے ساتھ لپٹا ہوا ہے۔

قرآن پاک نے ایسے ملعونوں کے لئے پہلے ہی بتا دیا ہوا ہے کہ عذاب ان کا مقدر ہے۔

لعنهم الله فی الدنیا والاخرۃ واعدلهم عذابا مبینا (سورۃ احزاب)

''دنیا و آخرت میں خدا نے ان پر لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کیا ہوا ہے''

یزید کا عبرتناک انجام

یزیدیوں نے مکہ مکرمہ کی طرف پیش قدمی کی وہاں پہنچ کر محاصرہ کر لیا پھر ان حرکات کا آغاز ہوا جن کا ایک مسلمان تصور بھی نہیں کرسکتا۔ دو مہینے تک حرم مکہ کی بےحرمتی کی گئی خانہ کعبہ کے غلاف کو آگ سے جلا دیا گیا۔ خانہ کعبہ پر یزیدی لشکر نے پتھراؤ کیا اس کی چھت اڑ گئی۔ خانہ کعبہ کی عمارت شکستہ ہوگئی۔ مکہ کے لوگوں کو شہید کیا گیا۔ اسی اثناء میں جب مکہ میں کعبہ شریف پر آگ برسائی جارہی تھی اور پتھراؤ کیا جارہا تھا عین اسی وقت اطلاع آئی کہ بدبخت یزید ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرگیا ہے۔ جب اس کے حکم سے مکہ مکرمہ پر آگ اور پتھر کی بارش کی جارہی تھی وہ اس وقت درد قولنج میں مبتلا تھا۔ تین دن تک درد سے تڑپتا اور بلبلاتا رہا اور حکومت کرنے کی حسرت دل میں لئے واصل جہنم ہوگیا۔

یزیدیت مردہ باد

لشکر یزید نے محاصرہ ختم کر دیا اور دمشق کی طرف لوٹ گیا ظلم و ستم اور جور بربریت کا ایک دور ختم ہوگیا' فسق و فجور' ظلم و جبر' تباہی و بربادی اور مباحات کا جو طوفان یزید کی سرکردگی میں بڑی تیزی سے اٹھا تھا اور ہر قدر انسانی کو پامال کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا وہیں رک گیا یزید کے مرتے ہی ہر طرف سکون چھا گیا۔ یزید کو اس کے اعمال کی قباحتوں سمیت قبر میں دفن کر دیا گیا وہ اس دنیا سے بدنامی' لعنت' نفرت اور آگ کا طوق گلے میں ڈال کر ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگیا۔ اس کے مظالم اس کے ساتھ ہی چلے گئے۔ آج کوئی اچھے الفاظ میں اسے یاد کرنے والا نہیں' ہر کوئی اس پر لعنت بھیجتا ہے اور گالیاں دیتا ہے۔

حسینیت زندہ باد

اس کے برعکس امام حسینؓ بھی اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اس دار فانی کو چھوڑ کر چلے گئے اور قبر میں تشریف لے گئے لیکن آج بھی کروڑوں افراد ان کی یاد میں آنسو بہانے والے' اپنی چاہتوں کا نذرانہ پیش کرنے والے اور ان کی مدح و ستائش کرنے والے موجود ہیں جو ان کے کردار کو سراہتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ امام حسینؓ حق پرستوں کے شہنشاہ اور راہ حق میں جان دینے والوں کے امام تھے اس لئے دین و ایمان کے راستے میں شہید ہونے کے باعث وہ آج بھی زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اور ان کی یادیں اسی طرح قائم رہیں گی۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

غمِ حسین علیہ السلام

از: مقبول تبسم

غمِ حسینؑ کی دولت جو میں نے پائی ہے
میں جانتا ہوں کہاں تک مری رسائی ہے
لبِ فرات یہ منظر ہے یومِ عاشورہ
زمین پہ چاند ستاروں کو نیند آئی ہے
حسینؑ زندہ تھے زندہ ہیں کربلا میں انہیں
قضا کا بھیس بدل کر حیات آئی ہے
یزیدیت کیلئے مرگِ ناگہاں ٹھہری
وہ زندگی جو تہِ تیغ مسکرائی ہے
ہر ایک شمع بجھا دینگے حادثاتِ جہاں
مگر وہ شمع جو شبیر نے جلائی ہے
کہاں جگر کہ تصور میں لائیں جو پیری
جوان بیٹے کا لاشہ اٹھا کے لائی ہے
حسینؑ آپ نے اپنے لہو کی چھینٹوں سے
خوشا کہ آتشِ نمرود پھر بجھائی ہے
حسینؑ تیری ضرورت ہے پھر زمانے کو
یزیدیت کی وبا پھر سے لوٹ آئی ہے
یہ کائناتِ گلستانِ دیں کہ تھی تاریک
حسینؑ تیرے تبسم سے جگمگائی ہے

سلام

از: شکیل نشتر

دیوانہ گر تھا جلوۂ جانانِ کربلا
اب تک ہے چاک چاک گریبانِ کربلا
کتنی ہی تند و تیز ہوں باطل کی آندھیاں
جلتی رہے گی شمعِ شبستانِ کربلا
ہر ذرہ کربلا کا بنا رشکِ آفتاب
جب کربلا میں آئے سلیمانِ کربلا
وہ دستِ ناز سجدہ گہہ اہلِ عشق ہے
سُلجھا گیا جو زلفِ پریشانِ کربلا
کیا کیجئے جو خون کے آنسو نہ روئیے
جب یاد آئے شامِ غریبانِ کربلا
انسان کے شعور کو بیدار کر دیا
اور اس کے بعد سو گیا مہمانِ کربلا
نشتر چلو کہ آبلہ پایانِ شوق کو
پھر ڈھونڈتے ہیں خارِ مغیلانِ کربلا

بنائے لا اِلٰہ

حسینؑ ! مظلومیت کا ابدی نشان
حُسینؑ ! جس کا نام سن کر کفر و شرک کی نبضیں چھوٹ جاتی ہیں
ذکرِ حُسینؑ ! جسے سن کر ظلم و جبر لرزہ براندام ہوتے ہیں
قوت اور طاقت کا طلسم ٹوٹتا ہے اور جبر و ملوکیت
کا بُت سنگین پاش پاش ہوتا ہے۔
ذکرِ شبیرؑ ! دِل کا اطمینان

کربلا

رزمگاہ حق و باطل..... منارۂ فتح مُبینِ اسلام..... حصار توحید.....
آلِ محمدؐ کا گلشنِ بے خزاں..... ایمان و ایقان کی سرزمین.....
وہ مکتب جہاں سے شجاعت اور قربانی کا درس دیا گیا.....ایک ناقابلِ فراموش حقیقت

سید الشہداء امام حُسین علیہ السلام نے فرمایا

لوگو! رسول اللہؐ نے فرمایا ہے:
اگر کوئی کسی ظالم حکمران کو اس حال میں دیکھے کہ وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرتا ہے، اللہ کے عہد کو توڑتا ہے۔ سنت رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے تو اگر وہ اپنی آواز یا عمل سے اسے نہ روکے تو وہ اسی ظالم کی طرح عذاب کا مستحق ہے۔

امام حسین علیہ السلام

میرے نانا دُنیا کے بہترین انسان تھے اُن کی زندگی سے دُنیا میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہوا۔ میرے والد شیرِ خدا کے کارنامے اُنمٹ ہیں۔ ضرورت تھی کہ ایسے باپ کے بعد جس کی زندگی بے مثال رہی، میں نہ صرف پرستارانِ توحید کو بلکہ اِس دُنیا میں بسنے والوں کو بتا دوں کہ انسان اپنے اعمال سے زندگی اور موت دونوں کو جنت اور دوزخ بنا دیتا ہے اور باغ حیات میں ایسے پھول کھلا سکتا ہے جو فنا سے محفوظ رہیں۔



شہادت امام حسینؑ کا حقیقی مقصد

از تحریر: مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

ہر سال محرم میں کروڑوں مسلمان شیعہ بھی اور سنی بھی امام حسینؓ کی شہادت پر اپنے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ان غم گساروں میں سے بہت ہی کم لوگ اس مقصد کی طرف توجہ کرتے ہیں جس کے لئے امام نے نہ صرف اپنی جان عزیز قربان کی بلکہ اپنے کنبے کے بچوں تک کو کٹوا دیا۔ کسی شخص کی مظلومانہ شہادت پر اس کے اہل خاندان کا اور اس خاندان سے محبت وعقیدت یا ہمدردی رکھنے والوں کا اظہار غم کرنا تو ایک فطری بات ہے۔ ایسا رنج وغم دنیا کے ہر خاندان اور اس سے تعلق رکھنے والوں کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی کوئی اخلاقی قدر وقیمت اس سے زیادہ نہیں ہے کہ یہ اس شخص کی ذات کے ساتھ اس کے رشتہ داروں کی اور خاندان کے ہمدردوں کی محبت ایک فطری نتیجہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ امام حسینؓ کی وہ کیا خصوصیت ہے جس کی وجہ سے اتنی صدیاں گزر جانے پر بھی ہر سال ان کا غم تازہ ہوتا رہتا ہے؟ اگر یہ شہادت کسی مقصد عظیم کے لئے نہ تھی تو محض ذاتی محبت و تعلق کی بناء پر صدیوں اس کا غم جاری رہنے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ لہٰذا اگر ہم اس مقصد کے لئے کچھ نہ کریں بلکہ اس کے خلاف کام کرتے رہیں تو محض ان کی ذات کے لئے گریہ وزاری کر کے اور ان کے قاتلوں پر لعن کر کے قیامت کے روز نہ تو ہم امام ہی سے کسی داد کی امید رکھ سکتے ہیں اور نہ یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ خدا اس کی کوئی قدر کرے گا۔

اب دیکھنا چاہیے کہ وہ مقصد کیا تھا؟ کیا امام تخت وتاج کے لئے اپنے کسی ذاتی استحقاق کا دعویٰ رکھتے تھے اور اس کے لئے انہوں نے سر دھڑ کی بازی لگائی؟ کوئی شخص بھی جو امام حسینؓ کے گھرانے کی بلند اخلاق سیرت کو جانتا ہے یہ بدگمانی نہیں کر سکتا کہ یہ لوگ اپنی ذات کے لئے اقتدار حاصل کرنے کی خاطر مسلمانوں میں خون ریزی کر سکتے تھے۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے ان لوگوں کا نظریہ ہی صحیح مان لیا جائے جن کی رائے میں یہ خاندان حکومت پر اپنے ذاتی استحقاق کا دعویٰ رکھتا تھا' تب بھی حضرت ابوبکرؓ سے لے کر امیر معاویہ تک پچاس برس کی پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ حکومت حاصل کرنے کے لئے لڑنا اور کشت وخون کرنا ہرگز ان کا مسلک نہ تھا۔ اس لئے لا محالہ یہ ماننا ہی پڑے گا کہ امام عالی مقام کی نگاہیں اس وقت مسلم معاشرے اور اسلامی ریاست کی روح اور اس کے مزاج اور اس کے نظام میں کسی بڑے تغیر کے آثار دیکھ رہی تھیں جسے روکنے کی جدوجہد کرنا ان کے نزدیک ضروری تھا حتیٰ کہ اس راہ میں لڑنے کی نوبت بھی آ جائے تو وہ اسے نہ صرف جائز بلکہ فرض سمجھتے تھے۔

اس چیز کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لئے ہمیں دیکھنا چاہیے کہ رسول اللہ اور خلفائے راشدین کی سربراہی میں ریاست کا جو نظام چالیس سال تک چلتا رہا تھا اس کے دستور کی بنیادی خصوصیات کیا تھیں اور یزید کی ولی عہدی سے مسلمانوں میں جس دوسرے نظم ریاست کا آغاز ہوا اس کے اندر کیا خصوصیات دولت بنی امیہ وبنی عباس اور بعد کے بادشاہوں میں ظاہر ہوئیں؟ اس تقابل سے ہم یہ جان سکتے ہیں کہ یہ گاڑی پہلے کس لائن پہ چل رہی تھی اور اس نقطہ انحراف پر پہنچ کر آگے کس لائن پر چل پڑی۔

اسلامی ریاست کی خصوصیات: اسلامی ریاست کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں صرف زبان ہی سے یہ نہیں کہا جاتا تھا بلکہ سچے دل سے یہ مانا بھی جاتا تھا اور عملی رویہ سے اس عقیدہ ویقین کا پورا ثبوت بھی دیا جاتا تھا کہ ملک خدا کا ہے' باشندے خدا کی رعیت ہیں اور حکومت اس رعیت کے معاملے میں خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔ حکومت اس رعیت کی مالک نہیں اور رعیت اس کے غلام نہیں ہے۔ حکمرانوں کا کام سب سے پہلے اپنی گردن میں خدا کی بندگی وغلامی کا قلادہ ڈالنا ہے پھر یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ خدا کی رعیت پر اس کا قانون نافذ کریں۔ لیکن یزید کی ولی عہدے سے جس انسانی بادشاہی کا مسلمانوں میں آغاز ہوا اس میں خدا کی بادشاہی کا تصور صرف زبان اعتراف تک محدود رہ گیا۔ عملاً اس نے وہی نظریہ اختیار کر لیا جو ہمیشہ سے ہر انسانی بادشاہی کا رہا ہے۔ یعنی ملک بادشاہ اور شاہی خاندان کا ہے اور وہ رعیت کی جان' مال' آبرو ہر چیز کا مالک ہے۔ خدا کے قانون سے ان کے خاندان اور امرا اور حکام زیادہ تر مستثنیٰ ہی رہے۔

تقویٰ: اسلامی ریاست کی روح تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری کی روح تھی جس

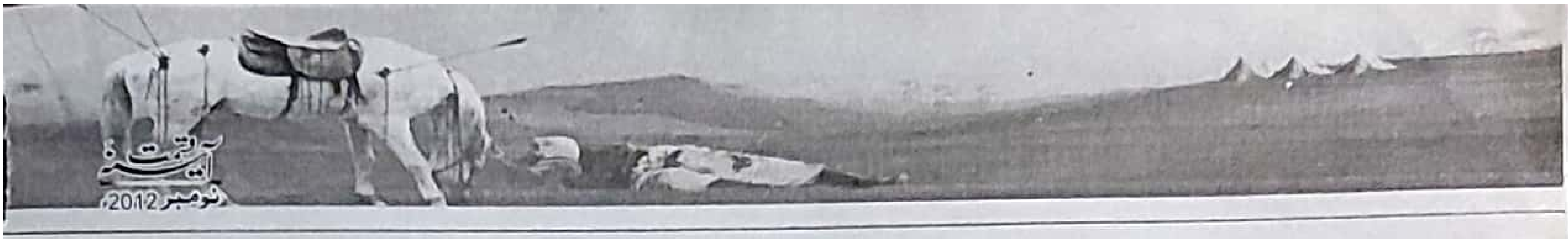


کا سب سے بڑا مظہر خود ریاست کا سربراہ تھا۔حکومت کے عمال اور قاضی اور سپہ سالار سب اس روح سے سرشار ہوتے تھے اور پھر اسی روح سے وہ پورے معاشرے کو سرشار کرتے تھے۔لیکن بادشاہی کی راہ پر پڑتے ہی مسلمانوں کی حکومتوں اور ان کے حکمرانوں نے قیصر و کسریٰ کے سے رنگ ڈھنگ اور ٹھاٹھ باٹھ اختیار کر لیے۔عدل کی جگہ ظلم و جور کا غلبہ ہوتا چلا گیا۔حرام و حلال کی تمیز سے حکمرانوں کی سیرت و کردار خالی ہوتی چلی گئی۔سیاست کا رشتہ اخلاق سے ٹوٹتا چلا گیا۔خدا سے خود ڈرنے کے بجائے حاکم لوگ بندگانِ خدا کو اپنے آپ سے ڈرانے لگے اور لوگوں کے ایمان و ضمیر بیدار کرنے کے بجائے ان کو اپنی بخششوں کے لالچ سے خریدنے لگے۔

مشاورت دوسرا اہم اصول: دوسرا اہم ترین قاعدہ اس دستور کا یہ تھا کہ حکومت مشورے سے کی جائے اور مشورہ ان لوگوں سے کیا جائے جن کے علم، تقویٰ اور اصابت رائے پر عام لوگوں کو اعتماد ہو۔خلفائے راشدین کے عہد میں جو لوگ شوریٰ کے رکن بنائے گئے اگرچہ ان کو انتخاب عام کے ذریعہ سے منتخب نہیں کرایا گیا تھا، جدید زمانے کے تصور کے لحاظ سے وہ نامزد کردہ لوگ ہی تھے، لیکن خلفاء نے یہ دیکھ کر ان کو مشیر نہیں بنایا تھا کہ یہ ہماری ہاں میں ہاں ملانے اور ہمارے مفاد کی خدمت کرنے کے لئے موزوں ترین لوگ ہیں بلکہ انہوں نے پورے خلوص اور بے غرضی کے ساتھ قوم کے بہترین عناصر کو چنا تھا جن سے وہ حق گوئی کے سوا کسی چیز کی توقع نہ رکھتے تھے، جن سے یہ امید تھی کہ وہ ہر معاملے میں اپنے علم و ضمیر کے مطابق بالکل صحیح ایماندارانہ رائے دیں گے، جن سے کوئی شخص بھی یہ اندیشہ نہ رکھتا تھا کہ وہ حکومت کو کسی غلط راہ پر جانے دیں گے۔اگر اس وقت ملک میں آج کل کے طریقے کے مطابق انتخابات بھی ہوتے تو عام مسلمان انہی لوگوں کو اپنے اعتماد کا مستحق قرار دیتے لیکن شاہی دور کا آغاز ہوتے ہی شوریٰ کا یہ طریقہ بدل گیا۔اب بادشاہ استبداد اور مطلق العنانی کے ساتھ حکومت کرنے لگے۔اب شہزادے اور خوشامدی اہل دربار، صوبوں کے گورنر اور فوجوں کے سپہ سالار ان کی کونسل کے ممبر تھے۔اب وہ لوگ ان کے مشیر تھے جن کے معاملہ میں اگر قوم کی رائے لی جائے تو اعتماد کے ایک ووٹ کے مقابلہ میں لعنت کے ہزار ووٹ آتے۔اس کے برعکس وہ حق شناس و حق گو اہل علم و تقویٰ جن پر قوم کو اعتماد تھا وہ بادشاہوں کی نگاہ میں کسی اعتماد کے مستحق نہ تھے بلکہ الٹے معتوب یا کم از کم مشتبہ تھے۔

اظہار رائے کی آزادی: اس دستور کا تیسرا اصول یہ تھا کہ لوگوں کو اظہار رائے کی پوری آزادی ہو۔امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو اسلام نے ہر مسلمان کا حق ہی نہیں بلکہ فرض قرار دیا تھا۔اسلامی معاشرے اور ریاست کے صحیح راستہ پر چلنے کا انحصار اس بات پر تھا کہ لوگوں کے ضمیر اور ان کی زبانیں آزاد ہوں، وہ ہر غلط پر بڑے سے بڑے آدمی کو ٹوک سکیں اور حق بات برملا کہہ سکیں۔خلافت راشدہ میں صرف یہی نہیں کہ لوگوں کو یہ حق پوری طرح محفوظ تھا، بلکہ خلفائے راشدین سے ان کا فرض سمجھتے اور اس فرض کے ادا کرنے میں ان کی ہمت افزائی کرتے تھے۔ان کی مجلس شوریٰ کے ممبروں ہی کو نہیں قوم کے ہر شخص کو بولنے اور ٹوکنے اور خود خلیفہ سے باز پرس کرنے کی مکمل آزادی تھی۔اس کے استعمال پر لوگ ڈانٹ اور دھمکی سے نہیں بلکہ داد اور تعریف سے نوازے جاتے تھے۔یہ آزادی ان کی طرف سے کوئی عطیہ اور بخشش نہ تھی جس کے لئے وہ قوم پر اپنا احسان جتاتے، بلکہ یہ اسلام کا عطا کردہ ایک دستوری حق تھا جس کا احترام کرنا وہ اپنا فرض سمجھتے تھے اور اسے بھلائی کے لئے استعمال کرنا ہر مسلمان پر خدا اور رسول کا عائد کردہ ایک فریضہ تھا جس کی ادائیگی کے لئے معاشرے اور ریاست کی فضا کو ہر وقت ساز گار رکھنا ان کی نگاہ میں فرائض خلافت کا ایک اہم جز تھا۔لیکن بادشاہی دور کا آغاز ہوتے ہی ضمیروں پر قفل چڑھا دیئے گئے اور منہ بند کر دیئے گئے۔اب قاعدہ یہ ہو گیا کہ زبان کھولو تو تعریف میں کھولو، ورنہ چپ رہو اور اگر تمہارا ضمیر ایسا زورآور ہے کہ حق گوئی سے تم باز نہیں رہ سکتے تو قید یا قتل کے لئے تیار ہو جاؤ۔یہ پالیسی رفتہ رفتہ مسلمانوں کو پست ہمت، بزدل اور مصلحت پرست بناتی چلی گئی۔خطرہ مول لے کر سچی بات کہنے والے ان کے اندر کم سے کم ہوتے چلے گئے۔خوشامد اور چاپلوسی کی قیمت مارکیٹ میں چڑھتی اور حق پرستی اور راست بازی کی قیمت گرتی چلی گئی۔اعلیٰ قابلیت رکھنے والے ایماندار اور آزاد خیال لوگ حکومت سے بے تعلق ہو گئے اور عوام کا حال یہ ہو گیا کہ کسی شاہی خاندان کی حکومت برقرار رکھنے کے لئے ان کے دلوں میں کوئی جذبہ باقی نہ رہا۔ایک کو ہٹانے کے لئے جب دوسرا آیا تو انہوں نے مدافعت میں انگلی تک نہ ہلائی اور گرنے والا جب گرا تو انہوں نے ایک لات اور رسید کر کے اسے زیادہ گہرے گڑھے میں پھینکا۔حکومتیں جاتی اور آتی رہیں، مگر لوگوں نے تماشائی سے بڑھ کر اس آمد و رفت کے منظر سے کوئی دلچسپی نہ لی۔

خدا اور خلق خدا کے سامنے جواب دہی: چوتھا اصول جو اس تیسرے اصول کے ساتھ لازمی تعلق رکھتا تھا، یہ تھا کہ خلیفہ اور اس کی حکومت خدا اور خلق دونوں کے سامنے جواب دہ ہے۔جہاں تک خدا کے سامنے جواب



دہی کا تعلق ہے اس کے شدید احساس سے خلفائے راشدین پر دن کا چین اور رات کا آرام حرام ہوگیا اور جہاں تک خلق کے سامنے جواب دہی کا تعلق ہے "وہ ہر وقت" ہر جگہ اپنے آپ کو عوام کے سامنے جواب دہ سمجھتے تھے۔ ان کی حکومت کا یہ اصول نہ تھا کہ صرف مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں نوٹس دے کر ہیں ان سے سوال کیا جاسکتا ہے۔ ہر ہر روز پانچ مرتبہ نماز کی جماعت میں اپنے عوام کا سامنا کرتے تھے۔ وہ ہر ہفتے جمعہ کی جماعت میں عوام کے سامنے اپنی کہتے اور ان کی سنتے تھے۔ وہ شب و روز بازاروں میں کسی باڈی گارڈ کے بغیر، کسی ہٹو بچو کی آواز کے بغیر عوام کے درمیان چلتے پھرتے تھے۔ ان کے گورنمنٹ ہاؤس (یعنی ان کے کچے مکان) کا دروازہ ہر شخص کے لئے کھلا تھا اور ہر ایک ان سے مل سکتا تھا۔ ان سب مواقع پر ہر شخص ان سے سوال کرسکتا تھا اور جواب طلب کرسکتا تھا۔ یہ محدود جواب دہی نہ تھی بلکہ کھلی اور ہمہ وقتی جواب دہی تھی۔ یہ نمائندوں کے واسطہ سے نہ تھی بلکہ پوری قوم کے سامنے براہِ راست تھی۔ وہ عوام کی مرضی سے برسر اقتدار آئے تھے اور عوام کی مرضی انہیں ہٹا کر دوسرا خلیفہ ہر وقت لا سکتی تھی۔ اس لئے نہ تو انہیں عوام کا سامنا کرنے میں کوئی خطرہ تھا کہ وہ اس سے بچنے کی کبھی فکر کرتے۔ لیکن بادشاہی دور کے آتے ہی جواب دہ حکومت کا تصور ختم ہوگیا۔ خدا کے سامنے جواب دہی کا خیال چاہے زبانوں پر رہ گیا ہو، مگر عمل میں اس کے آثار کم ہی نظر آتے ہیں۔ رہی خلق کے سامنے جواب دہی کون مائی کا لال تھا جو ان سے جواب طلب کرسکتا۔ وہ اپنی قوم کے فاتح تھے۔ مفتوحوں کے سامنے کون فاتح جواب دہ ہوتا ہے۔ طاقت سے برسر اقتدار آئے تھے اور ان کا نعرہ یہ تھا کہ جس میں طاقت ہو وہ ہم سے اقتدار چھین لے۔ ایسے لوگ عوام کا سامنا کیا کرتے ہیں اور عوام ان کے قریب کہاں بھٹک سکتے ہیں۔ وہ نماز بھی پڑھتے تھے تو تھوخیرے کے ساتھ نہیں بلکہ اپنی محفوظ مسجدوں میں، یا باہر اپنے نہایت قابل اعتماد محافظوں کے جھرمٹ میں۔ ان کی سواریاں نکلتی تھیں تو آگے اور پیچھے مسلح دستے ہوتے تھے اور راستے صاف کر دیئے جاتے تھے۔ عوام کی اور ان کی مڈبھیڑ کسی جگہ ہوتی ہی نہ تھی۔

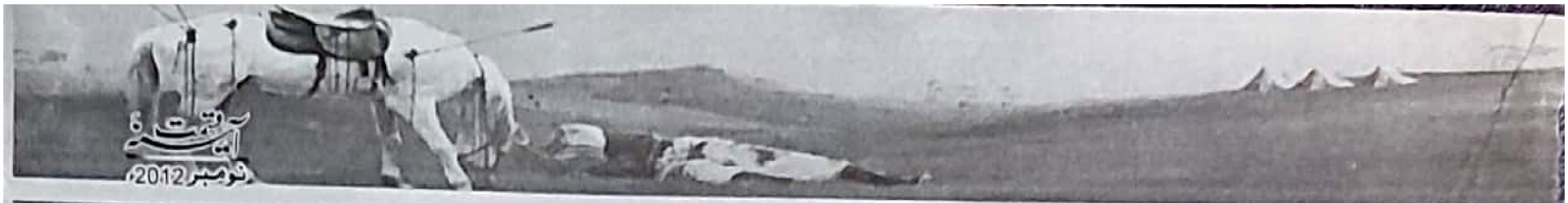
بیت المال خدا اور مسلمانوں کی امانت: پانچواں اصول اسلامی دستور کا یہ تھا کہ بیت المال خدا کا مال اور مسلمانوں کی امانت ہے، جس میں کوئی چیز حق کی راہ کے سوا کسی دوسری راہ میں آنی نہ چاہیے۔ خلیفہ کا حق اس مال میں اتنا ہی ہے جتنا قرآن کی رو سے مال یتیم میں اس کے ولی کا ہوتا ہے کہ:

من کان غنیا فلیستعفف ومن کان فقیرا فلیا کل بالمعروف

(جو اپنے ذاتی ذرائع آمدنی اپنی ضرورت بھر رکھتا ہو وہ اس مال سے تنخواہ لیتے ہوئے شرم کرے اور جو واقعی حاجت مند ہو وہ اتنی تنخواہ لے جسے ہر معقول آدمی مبنی برانصاف مانے)

خلیفہ اس کی ایک ایک پائی کے آمد و خرچ پر حساب دینے کا ذمہ دار ہے اور مسلمانوں کو اس سے حساب مانگنے کا پورا حق ہے۔ خلفائے راشدین نے اس اصول کو بھی کمال درجہ دیانت اور حق شناسی کے ساتھ برت کر دکھایا۔ ان کے خزانے میں جو کچھ بھی آتا تھا ٹھیک ٹھیک اسلامی قانون کے مطابق آتا تھا اور اس میں سے جو کچھ خرچ ہوتا تھا بالکل جائز راستوں میں ہوتا تھا۔ ان میں سے جو غنی تھا اس نے ایک جبہ اپنی ذات کیلئے تنخواہ کے طور پر وصول کئے بغیر مفت خدمت انجام دی، بلکہ اپنی گرہ سے قوم کیلئے خرچ کرنے میں بھی دریغ نہ کیا اور جو تنخواہ کے بغیر ہمہ وقتی خدمت گار نہ بن سکتے تھے انہوں نے اپنی ضروریات زندگی کے لئے اتنی کم تنخواہ لی کہ ہر معقول آدمی اسے انصاف سے کم ہی مانے گا زیادہ کہنے کی جرات ان کا دشمن بھی نہیں کرسکتا۔ پھر اس خزانے کی آمد و خرچ کا حساب ہر وقت ہر شخص مانگ سکتا تھا اور وہ ہر وقت ہر شخص کے سامنے حساب دینے کے لئے تیار تھے۔ ان سے ایک عام آدمی بھرے مجمع میں پوچھ سکتا تھا کہ خزانے میں یمن سے جو چادریں آئی ہیں ان کا طول و عرض تو اتنا نہ تھا کہ جناب کا یہ لمبا کرتا بن سکے، یہ زائد کپڑا آپ کہاں سے لائے ہیں؟ مگر جب خلافت بادشاہی میں تبدیل ہوئی تو خزانہ خدا اور مسلمانوں کا نہیں بلکہ بادشاہ کا مال تھا۔ ہر جائز و ناجائز راستے سے اس میں دولت آتی تھی اور ہر جائز و ناجائز راستے میں بے غل و غش صرف ہوتی تھی۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ اس کے حساب کا سوال اٹھا سکے۔ سارا ملک ایک خوان یغما تھا جس پر ایک ہرکارے سے لے کر سربراہ مملکت تک، حکومت کے سارے کل پرزے حسب توفیق ہاتھ مار رہے تھے اور ذہنوں سے یہ تصور ہی نکل گیا تھا کہ اقتدار کوئی پروانہ اباحت نہیں ہے۔ جس کی بدولت یہ لوٹ مار ان کے لئے حلال ہو اور پبلک کا مال کوئی شیر مادر نہیں ہے جسے وہ ہضم کرتے رہیں اور کسی کے سامنے انہیں اس کا حساب دینا نہ ہو۔

امانت: چھٹا اصول اس دستور کا یہ تھا کہ ملک میں قانون (یعنی خدا اور رسول کے قانون) کی حکومت ہونی چاہیے۔ کسی کو قانون سے بالا تر نہ ہونا چاہیے۔ کسی کو قانون کی حدود سے باہر جا کر کام کرنے کا حق نہ ہونا چاہیے۔ ایک عامی سے لے سربراہ مملکت تک سب کے لئے ایک ہی قانون ہونا چاہیے اور سب پر اسے بے لاگ طریقے سے نافذ ہونا



چاہئے۔ انصاف کے معاملے میں کسی کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہ ہونا چاہئے اور عدالتوں کو انصاف کرنے کے لئے ہر دباؤ سے بالکل آزاد ہونا چاہئے۔ خلفائے راشدین نے اس اصول کی پیروی کا بھی بہترین نمونہ پیش کیا تھا۔ بادشاہوں سے بڑھ کر اقتدار رکھنے کے باوجود وہ قانون الٰہی کی بندشوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ نہ ان کی دوستی اور رشتہ داری قانون کی حد سے نکل کر کسی کو کچھ نفع پہنچا سکتی تھی اور نہ ان کی ناراضی کسی کو قانون کے خلاف کوئی نقصان پہنچا سکتی تھی۔ کوئی ان کے اپنے حق پر دست درازی کرتا تو وہ ایک عام آدمی کی طرح عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتے تھے اور کسی کو ان کے خلاف شکایت ہوتی تو وہ استغاثہ کر کے انہیں عدالت میں کھینچ لا سکتا تھا۔ اسی طرح انہوں نے اپنی حکومت کے گورنروں اور سپہ سالاروں کو بھی قانون کی گرفت میں کس رکھا تھا۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ عدالت کے کام میں کسی قاضی پر اثر انداز ہونے کا خیال بھی کرتا۔ کسی کا یہ مرتبہ نہ تھا کہ قانون کی حد سے قدم باہر نکال کر مواخذہ سے بچ جاتا۔ لیکن خلافت سے بادشاہی کی طرف انتقال واقع ہوتے ہی اس قاعدے کے بھی پنچھڑے اڑ گئے۔ اب بادشاہ اور شہزادے اور امرا اور حکام اور سپہ سالار ہی نہیں، شاہی محلات کے منہ چڑھے لونڈی غلام تک قانون سے بالاتر ہو گئے۔ لوگوں کی گردنیں اور پیٹھیں اور مال اور آبروئیں سب ان کے لئے مباح ہو گئیں۔ انصاف کے دو معیار بن گئے۔ ایک کمزور کے لئے اور دوسرے طاقت ور کے لئے۔ مقدمات میں عدالتوں پر دباؤ ڈالے جانے لگے اور بے لاگ انصاف کرنے والے قاضیوں کی شامت آنے لگی۔ حتیٰ کہ خدا ترس فقہاء نے عدالت کی کرسی پر بیٹھنے کے بجائے کوڑے کھانا اور قید ہو جانا زیادہ قابل ترجیح سمجھا تاکہ وہ ظلم و جور کے آلہ کار بن کر خدا کے عذاب کے مستحق نہ بنیں۔

کامل مساوات: مسلمانوں میں حقوق اور مراتب کے لحاظ سے کامل مساوات، اسلامی دستور کا ساتواں اصول تھا، جسے ابتدائی اسلامی ریاست میں پوری قوت کے ساتھ قائم کیا گیا تھا۔ مسلمانوں کے درمیان نسل، وطن، زبان وغیرہ کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ قبیلے اور خاندان اور حسب و نسب کے لحاظ سے کسی کو کسی پر فضیلت نہ تھی۔ خدا اور رسول کے ماننے والے سب لوگوں کے حقوق یکساں تھے اور سب کی حیثیت برابر تھی۔ ایک کو دوسرے پر ترجیح اگر تھی تو سیرت و اخلاق اور اہلیت و صلاحیت اور خدمات کے لحاظ سے تھی۔ لیکن خلافت کی جگہ جب بادشاہی نظام آیا تو عصبیت کے شیاطین ہر گوشے سے سر اٹھانے لگے۔ شاہی خاندان اور ان کے حامی خانوادوں کا مرتبہ سب سے بلند و برتر ہو گیا۔

ان کے قبیلوں کو دوسرے قبیلوں پر ترجیحی حقوق حاصل ہو گئے۔ عربی اور عجمی کے تعصبات جاگ اٹھے۔ خود عربوں میں قبیلے اور قبیلے کے درمیان کشمکش پیدا ہو گئی۔ ملت اسلامیہ کو اس چیز نے جو نقصان پہنچایا اس پر تاریخ کے اوراق گواہ ہیں۔

خلاصہ کلام: یہ تھے وہ تغیرات جو اسلامی خلافت کو خاندانی بادشاہت میں تبدیل کرنے سے رونما ہوئے۔ کوئی شخص اس تاریخی حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا کہ یزید کی ولی عہدی ان تغیرات کا نقطہ آغاز تھی اور اس بات سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ اس نقطے سے چل کر تھوڑی مدت کے اندر ہی بادشاہی نظام میں وہ سب خرابیاں نمایاں ہو گئیں جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔ جس وقت یہ انقلابی قدم اٹھایا گیا تھا اس وقت یہ خرابیاں اگرچہ بہ تمام و کمال سامنے نہ آئی تھیں، مگر ہر صاحب بصیرت آدمی جان سکتا تھا کہ اس اقدام کے لازمی نتائج یہی کچھ ہیں اور اس سے ان اصلاحات پر پانی پھر جانے والا ہے جو اسلام نے سیاست و ریاست کے نظام میں کی ہیں۔ اس لئے امام حسینؓ اس پر صبر نہ کر سکے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ جو بدتر سے بدتر نتائج بھی انہیں ایک مضبوط جمی جمائی حکومت کے خلاف اٹھنے میں بھگتنے پڑیں، ان کا خطرہ مول لے کر بھی انہیں اس انقلاب کو روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کوشش کا جو انجام ہوا وہ سب کے سامنے ہے، مگر امامؓ نے اس عظیم خطرے میں کود کر اور مردانہ وار اس کے نتائج کو انگیز کر کے جو بات ثابت کی وہ یہ تھی کہ اسلامی ریاست کی بنیادی خصوصیات امت مسلمہ کا وہ بیش قیمت سرمایہ ہیں جسے بچانے کے لئے ایک مومن اپنا سر بھی دے دے اور اپنے بال بچوں کو بھی کٹوا بیٹھے تو اس مقصد کے مقابلے میں یہ کوئی مہنگا سودا نہیں ہے اور ان خصوصیات کے مقابلے میں وہ دوسرے تغیرات جنہیں اوپر نمبروار گنایا گیا ہے، دین اور ملت کے لئے وہ آفت عظمیٰ ہیں جسے روکنے کے لئے ایک مومن کو اپنا سب کچھ قربان کر دینا پڑے تو اس میں دریغ نہ کرنا چاہئے۔ کسی کا جی چاہے تو اسے حقارت کے ساتھ ایک سیاسی کام کہہ لے۔ مگر حسینؓ ابن علیؓ کی نگاہ میں تو یہ سراسر ایک دینی کام تھا، اسی لئے انہوں نے اس کام میں جان دینے کو شہادت سمجھ کر جان دی۔ (بشکریہ ہفت روزہ رضاکار۔ لاہور)

وفا بہت ہو اپنا مول کر دیکھو
شعور و فکر کی تہیں تول کر دیکھو
تمہارے نام سے بھی لرزے گا جبر جبر
تم ذرا حسینؓ کے لہجے میں بول کر دیکھو

حضرت جوش ملیح آبادی نے آیات و نغمات میں شبِ عاشور کا نقشہ کھینچا ھے



وہ رات، وہ فرات، وہ موجوں کا خلفشار
عابد کی کروٹوں پہ وہ بیچارگی کا بار
وہ زلزلوں کی زد پہ خواتین کا وقار
اصغر کا پیچ و تاب وہ جھولے میں بار بار

❁❁❁

اصغر میں پیچ و تاب نہ تھا اضطراب کا
وہ دِل دھڑک رہا تھا رسالت مآب کا

❁❁❁



وہ رات جب امام کی گونجی تھی یہ صَدا
اے دوستانِ صادق و یارانِ با صَفا
باقی نہیں رہا ہے کوئی اور مَرحَلا
اب سامنا ھے موت کا، اور صرف مَوت کا

❁❁❁

آنے ھی پر بلائیں ھیں اَب تحت و فوق سے
جانا جو چاھتا ھے، چلا جائے شوق سے

تیرا مال صرف وہی ہے جو تو نے اپنے ہاتھ سے اپنی عاقبت کے لیے کارہائے خیر میں خرچ کر دیا۔ باقی تیرے وارثوں کا مال ہے، پھر ان کے اختیار میں ہے کہ تیرے خون پسینے سے کمائے ہوئے مال کو نیکی میں خرچ کریں یا اپنی ذاتی عیش و عشرت میں (قول معصومؑ)

لَا اِلٰہ تو پڑھ لیا اب لے مزہ تاثیر کا
لَا اِلٰہ کی تہہ میں شامل خون ہے شبیر کا
لَا اِلٰہ کے پڑھنے والو لَا اِلٰہ سے پوچھ لو
لَا اِلٰہ تو بچ گیا گھر لُٹ گیا شبیر کا

پہلے پہچان لے کہ ہیں مشکل کشا علیؑ
پھر دیکھ تیرے واسطے کرتے ہیں کیا علیؑ
ہماری تو ٹل جاتی ہیں ساری مصیبتیں
جب ہم کبھی خلوص سے کہتے ہیں یا علیؑ

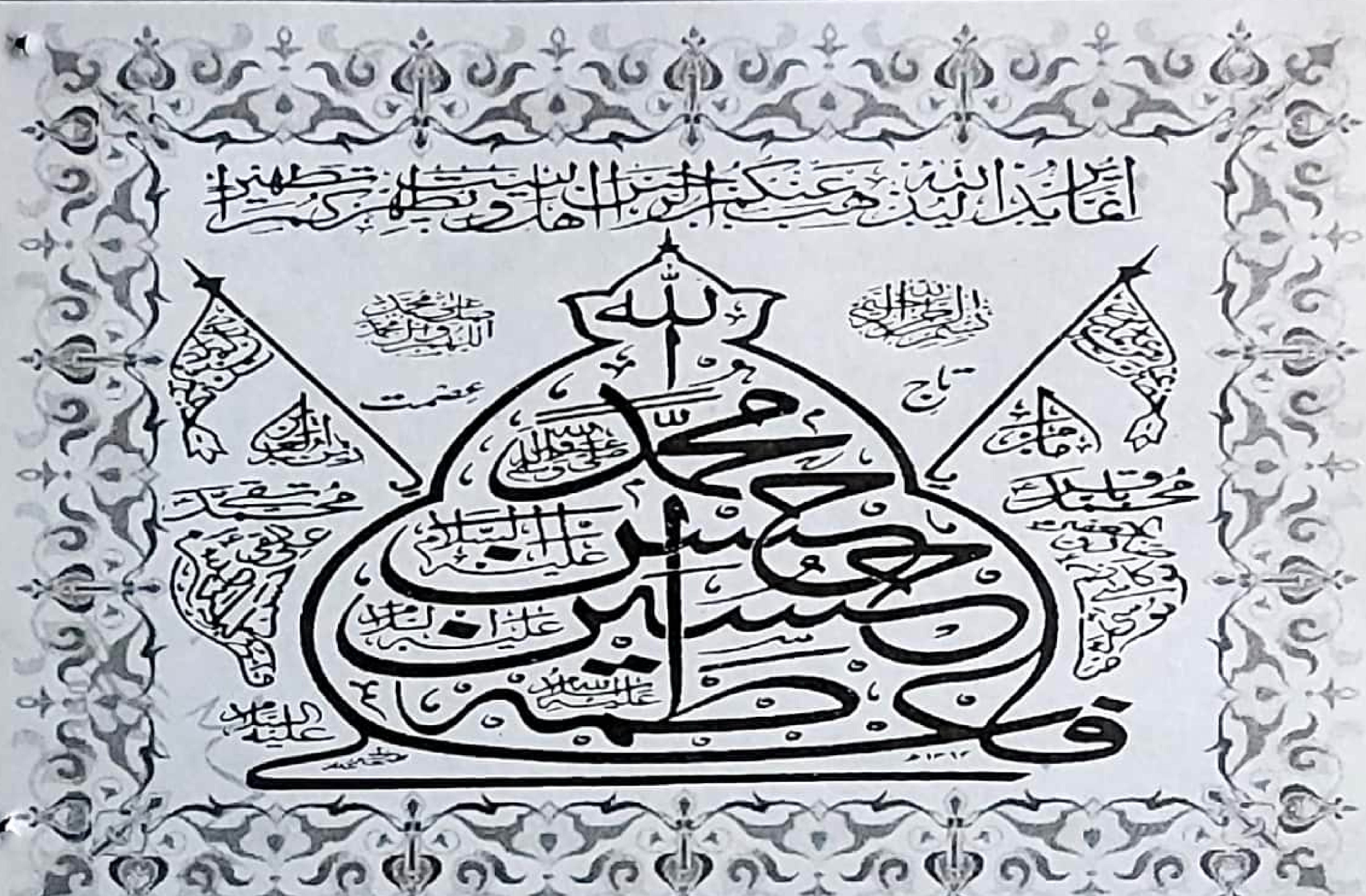
مولا علیؑ کا فیصلہ

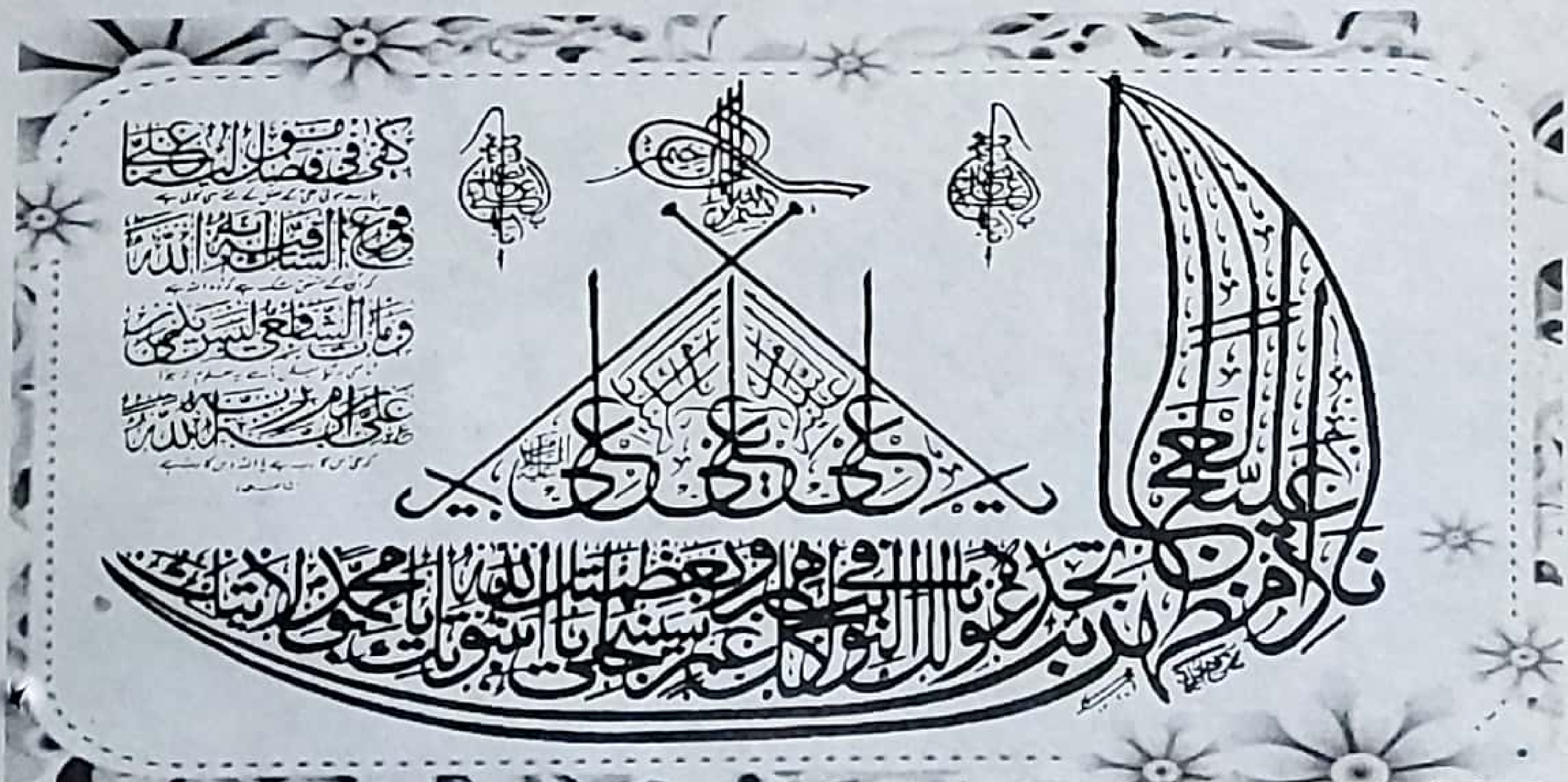
ایک غلام امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں لایا گیا، جس نے اپنے آقا کو قتل کر ڈالا تھا۔ حضرت نے غلام سے پوچھا تو نے اپنے آقا کو قتل کیا ہے؟ اس نے کہا! "ہاں"۔ فرمایا! کیوں؟ کہا: اس لیے کہ اس نے بجبر میرے ساتھ فعل بد کیا تھا۔ حضرت نے اولیاء مقتول سے پوچھا کیا تم نے اپنے ولی کو دفن کر دیا۔ کہا: ہاں۔ فرمایا! کتنی دیر ہوئی؟ جواب ملا ابھی ابھی۔ حضرت علیؑ نے خلیفہ ثانی سے (یہ مقدمہ انہیں کے دربار میں پیش تھا) فرمایا: کہ اس لڑکے کو تین روز تک بغیر کسی سزا کے قید رکھو اور پھر اولیائے مقتول سے کہا کہ تین روز کے بعد میرے پاس آنا۔ جب تین روز ہو چکے تو آپؑ حضرت عمرؓ کو لیے ہوئے مع اولیائے مقتول، مقتول کی قبر پر پہنچے اور فرمایا کہ قبر کو کھول کر دیکھو اور مردہ کو باہر نکالو۔ جب قبر کھولی گئی تو میت کو قبر میں نام ونشان تک نہ تھا۔ یہ خبر حضرت کو دی گئی تو آپؑ نے فرمایا! اللہ اکبر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ کہا ہے کہ "جو شخص میری اُمت میں سے قوم لوط کا سا عمل کرے گا اور اس حالت میں مرجائے گا تو قبر کے اندر تین روز سے زیادہ نہ ٹھہرے گا۔ زمین اس کی لاش کو قومِ لوطؑ کے مسلکین کی طرف پھینک دے گی۔ (مناقب ابن شہر آشوب)


بسم اللہ الرحمن الرحیم
حسینؑ
شہادت
امامت
استقامت
طہارت
عبادت
عدالت
بنائے لاالٰہ است حسینؑ


یا اللہ
یارسول اللہ
جعفر صادق
موسیٰ کاظم
محمد باقر
زین العابدین
علی رضا
حسینؑ
محمد تقی
حسنؑ
علی نقی
فاطمہ
حسن عسکری
علیؑ
محمد مہدی







آئینہ قسمت
نومبر 2012



از تحریر: پروفیسر احتشام حسین

شخصیتِ امام حسینؑ کا نفسیاتی مطالعہ

دُنیا اس واقعہ سے کسی نہ کسی عنوان سے واقف ہے کہ فلسفیوں کے دماغ نے، شاعروں کے قلم نے اور بڑے بڑے ادیبوں نے اس واقعہ کے بارے میں بہت کہا ہے۔ میں خاص طور سے ایسی چیز نہ کہوں گا جو اس واقعہ میں کوئی انوکھا پہلو ظاہر کر سکے۔

میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ واقعہ کربلا میں جو انفرادی واقعات پیش آئے تھے ان کی کوئی زیادہ اہمیت نہیں تھی۔ پانی لوگوں پر بند ہوتا ہے۔ چھ مہینے کے بچوں نے جانیں دی ہیں۔ اٹھارہ برس کے نوجوانوں نے دم توڑے ہیں اور عورتیں قید کی گئی ہیں۔ دُنیا کی تاریخ اس کو پیش کر سکے گی۔ اس وقت جنگ کے شعلے ساری دُنیا کو گھیرے ہوئے ہیں۔ آج بھی ایسے واقعات پیش آ رہے ہیں۔

جب ہم کہتے ہیں کہ واقعہ کربلا سب سے انوکھا واقعہ ہے۔ اس کی عظمت کے سامنے ساری دُنیا کے مذاہب کے لوگوں کو جنہوں نے ستیہ گرہ کی تھی سرنگوں ہونا پڑے گا تو دوسری کیفیت ہوگی، صرف یہی نہیں کہ بہتر (۷۲) انسانوں نے مقابلہ کر کے بوڑھوں اور بچوں نے ایک ہی رستہ پر جانیں دے دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے رہنما اور واقعہ کربلا کے ہیرو حضرت امام حسینؑ کی زندگی ہمارے سامنے آ کر اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور شخصیتوں کی زندگی کو نظر انداز کر دیں۔

حضرت امام حسینؑ کی عمر کربلا میں ۵۷ برس کی تھی۔ اس عمر میں خیالات پختہ ہو جاتے ہیں اور خواہشات میں استحکام ہوتا ہے۔ جو بات انسان کرنا چاہتا ہے، سوچ سمجھ کر قدم اٹھاتا ہے۔ اس عمر میں کوئی سر دینے کے لئے آمادہ ہوتا ہے تو جان کر آتا ہے کہ کیا کرنے جا رہا ہے۔ یہ خودکشی کی منزل نہیں ہوتی، حقیقتاً دماغ اور دِل ایک ساتھ سوچتے ہیں۔ احساسات اور دماغ کی طاقتیں ایک ساتھ کام کرتی ہیں۔ انسان ایک رو میں کام نہیں کرتا۔ ایک ادنیٰ انسان بھی ۵۷ برس کی عمر میں پختہ کار سمجھا جاتا ہے۔ حضرت امام حسینؑ نے آنکھیں بند کر کے ۵۷ سال نہیں گزارے تھے، بلکہ وہ ایسے واقعات اور حادثات سے بھرے ہوئے تھے کہ نہ صرف عرب کی تاریخ نے بلکہ دُنیا کی تاریخ نے پلٹے کھائے تھے۔ حضرت امام حسینؑ کی عمر سات سال کی تھی جب رسول خداؐ نے انتقال فرمایا۔ وہ ہر علم کو حاصل کرنے کی عمر تھی۔ اگر آپ علم نفسیات کے جاننے والے سے پوچھیں کہ بچپن میں ذہنیت کس طرح بنتی ہے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ سات برس کی عمر ایسے نقش لے لیتی ہے ایسی باتوں کو سمجھ لیتی ہے اور ایسی باتوں کو صاف دیکھ لیتی ہے جو عام طور سے جوان نہیں دیکھتے۔ سات برس کے بنے ہوئے نقش مرتے دم تک قائم رہتے ہیں۔ آقائے کائنات جناب رسول اللہ نے پورے اعتماد سے یہ کہا ہوگا کہ:

> ''حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں''
>
> حضرت امام حسینؑ ان الفاظ کو نہیں بھولے لیکن کربلا میں جو شہید کرنے آئے تھے وہ بھول گئے تھے۔ جو تیروں سے حملے کر رہے تھے وہ بھول گئے تھے۔ جنہوں نے دریا پر پہرے لگا رکھے تھے وہ بھول گئے تھے۔ وہ بھول گئے تھے حضرت امام حسینؑ نے سات برس مین جو آوازیں سنی تھیں۔ جو مناظر دیکھتے تھے، انہیں اپنے دماغ پر نقش کر لیا جب حضرت رسول اکرمؐ نے انتقال کیا جب حضرت علیؑ نے دم توڑا اس وقت سے بھی امام حسینؑ واقف تھے۔ جب ان کے بھائی امام حسنؑ دُنیا سے رخصت ہوئے اس کو بھی نہیں بھولے موقع کے منتظر تھے کہ کونسا وقت آئے گا کہ میں رسول اللہ کی اس بات پر عمل کر سکوں کہ:
>
> ''حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں''

میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچاس سال کی کاوش کا نتیجہ تھا کہ حضرت امام حسینؑ نے کربلا کے میدان میں اس کو پورا کر دکھایا۔ یہ دیکھنے کی بات ہے کہ رسول اللہ کتنا بھروسہ رکھتے تھے حضرت امام حسینؑ پر۔

میں عرض کروں گا سات برس کے بچہ کے لئے یہ معمولی جذبات اور معمولی دماغ کا نتیجہ نہیں تھا۔ حضور پاکؐ اس بچہ میں وہ عادتیں پیدا کر گئے تھے جو آگے بڑھ کر اس کو دُنیا کا نجات دہندہ بنانے والی تھیں۔ اس لئے اس علم کے ساتھ حضرت رسول کریمؐ نے کہا تھا کہ:

''حسینؑ مجھ سے ہے اور میںؑ حسینؑ سے ہوں''

جس کے کانوں میں یہ آواز پہنچادی گئی تھی' وہ کیسے بھول سکتا تھا حضرت امام حسینؑ نے اس کو یاد رکھا۔ اس کو یاد رکھ کر پچاس برس کی عمر اس کوشش میں صرف ہوئی کہ اس کو عظیم سے عظیم تر بنا کر دُنیا کے سامنے پیش کرے۔ اس کا موقع بارہا آ چکا تھا۔ صفین کے میدان میں امام حسینؑ کی تلوار چمکی تھی اور اپنی قوت بازو دکھا چکے تھے بہتے ہوئے دریا پر قبضہ کرلیا واقعہ کربلا سے پہلے بھی دُنیا کے سامنے حضرت امام حسینؑ کے لئے کوئی کمی نہیں تھی۔ معاویہ کو خط لکھا تھا کہ میرے لئے کسی شرف کی ضرورت کیا ہے میرے لئے کیا کم ہے کہ میں حضرت علیؑ کا بیٹا ہوں۔ حضرت امام حسین کو آرام کی زندگی بسر کرنے کی خواہش بھی نہیں تھی۔ حضرت امام حسین نے بچپن سے تکلیف کی زندگی بسر کرنا سیکھا تھا۔ اس کا نانا وہ تھا کہ بھوک سے بے چین ہو کر گھر میں آتا تھا۔ اس کی ماں وہ تھی کہ چکی میں پیس پیس کر زندگی بسر کرتی تھی۔ وہ تین تین دن تک فاقہ کرتی تھی۔ حضرت امام حسینؑ نے اس ماحول میں تعلیم پائی تھی گرم وسرد دیکھا تھا۔ امام حسینؑ نے حالات کو سمجھا تھا۔ وہ ایسی زندگی بسر کرنے کے عادی نہ تھے۔ جس کو حاصل کرنے میں انہیں دقتیں ہوتیں۔ ان کی ایسی عظیم منزل ہے حسینؑ کی نگاہ اس سے زیادہ تھی۔ حضرت امام حسینؑ کے پیش نظر یہ بات نہیں تھی۔ حضرت امام حسینؑ کے پیش نظر صرف ایک سوال تھا کہ رسول اللہؐ نے مجھ پر اعتماد کیا تھا کہ اگر اسلام پر خطرہ آئے گا تو میں بچاؤں گا۔ میں ہی بچاؤں گا (سبحان اللہ) اس کو امام حسینؑ نے گرہ میں باندھ لیا۔ بارہا آپ نے سنا ہوگا کہ آج بھی یہ جملہ استعمال کیا جاتا ہے کہ اسلام خطرہ میں ہے اسلام کبھی اس سے زیادہ خطرے میں نہیں تھا جیسا کہ ۶۱ھ میں تھا۔

تاتاریوں نے بڑے مظالم مسلمانوں پر کئے۔ بغداد کا تخت خلافت اُلٹ دیا گیا۔ عرب سے مسلمان نکال دیئے گئے اور دوسری جگہ پر تباہیاں ہوئیں۔ لیکن یہ بغداد کی باتیں ہیں جب اسلام سنبھل چکا تھا اور جب اسلام کا دھارا بہت تیتا تھا اور جس پر یزید کا بند باندھ دینا دراصل اسلام کو ختم کرنا تھا۔ حضرت امام حسینؑ کے پیش نظر سوائے اس کے کچھ نہیں تھا ان کی یہ کوشش پچاس برس جاری رہی جب اسلام پر سب سے زیادہ سخت وقت آئے تو اس کو ہم بچالیں۔ صفین کے میدان میں حضرت علیؑ کے سر پر بوجھ تھا۔ حسینؑ نے کوئی رائے زنی نہیں کی۔ حضرت امام حسینؑ نے جب صلح کرنی چاہی' آپؑ سب کچھ جانتے تھے۔ مگر حسینؑ کا ہاتھ نہیں روکا' جانتے تھے کہ ہمیں اور موقع ملنے والا ہے۔ ہم کو کسی اور وقت جان اور سر کی بازی لگانا پڑے گی اس وقت جو اسلام کو بچا سکتے ہیں بچالیں' جیسے ان کی سمجھ میں آئے' بچائیں' جیسے ہماری سمجھ میں آئے گا ہم بچائیں گے۔

میں پھر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت علی المرتضیٰ نے بڑی فوجیں جمع کر کے اسلام کو بچانے کی کوشش کی حسینؑ کے لئے نہ جنگ مناسب تھی نہ صلح مناسب تھی۔ انہوں نے دوسرا طریقہ استعمال کرنا چاہا جو انہوں نے اختیار کیا۔ بڑی بڑی فوجوں کا مقابلہ چھوٹی چھوٹی فوجوں نے کیا۔ اس کے واقعات تاریخ میں ہیں بہت اچھے اچھے مقابلے کئے۔ بہت سورماؤں نے مقابلے کئے اپنی جانوں کی بازی لگادی ہے اپنے سر ہتھیلی پر رکھ کر آگ میں کود پڑے ہیں۔ لوگوں نے خون بہائے ہیں۔ تاریخ میں کوئی نیا واقعہ نہیں ہے پھر کربلا میں کونسی بات ہے کہ آج بھی یہ واقعہ تازہ ہے کہ آج بھی ورقیں اُلٹی جائیں تو خون کا قطرہ ٹپکے۔ ہم تمام واقعات کو محو کر جاتے ہیں لیکن کربلا کے واقعات کو محو نہیں کرتے۔ حضرت امام حسینؑ اس کو اتنا عظیم بنانا چاہتے تھے کہ آنے والی صدیاں بھی نہ بھولیں۔

انہوں نے یہ طے فرمایا کہ چاہے ہماری تعداد کم ہو ہم اس طرح سے خون بہادیں کہ دُنیا بھول نہ سکے۔ ایک ایک آدمی کو مار لینا مشکل نہ تھا۔ اس کی کوئی اہمیت نہیں رہ سکتی لوگ بھول جائیں گے۔ جب بہتر (۷۲) آدمی سخت گرمی میں بھوکے پیاسے شہید ہوتے ہیں' جن میں بوڑھے بھی اور بچے بھی موجود ہیں۔ جن کی مدد کرنے والی عورتیں بھی موجود ہیں۔ اس سے کربلا کے واقعات میں عظمت پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ حقیقتاً اتنا ہی اہم واقعہ حضرت علیؑ اور حضرت امام حسنؑ کی شہادت کا بھی ہے۔ لیکن کیا بات ہے کہ کربلا کے واقعہ سے ہماری ہمدردی عام طور سے منسلک ہو جاتی ہے ہم بھولنے کی کوشش کے باوجود اس کو بھول نہیں سکتے۔ حضرت امام حسینؑ اسی طرح دُنیا کے سامنے اس واقعہ کو لانا چاہتے تھے اور وہ اس میں کامیاب ہو گئے۔ جن پر ان کو بھروسہ نہیں تھا۔ ان کو علیحدہ کیا گیا ان لوگوں کو ڈھونڈ کر بلایا جن پر بھروسہ تھا جب ہمارے ستر ساتھی مرجائیں تو پھر ہم مریں۔ جب تک ساتھی زندہ رہے تو ہنستے رہے جب مرنے لگے تو یہ کہہ کر مرے کہ حضرت امام حسینؑ سے غافل نہ رہنا' زمانہ غم کا نہیں حور وقصور کی خواہش نہیں۔ صرف یہ غم تھا کہ دل میں کمزوری نہ ہو مرتے وقت ایک دوسرے کو مضبوط بناتے چلے جارہے ہیں اس طرح سے حضرت امام حسینؑ نے اس واقعہ کو مضبوط تر بنا دیا۔ وہ تکلیفوں کے مقابلے میں خندہ جبیلیاں دکھاتے تھے۔ وہ تیروں کے مقابلے میں اپنا سینہ رکھ دیتے تھے تاکہ دُنیا سمجھے کہ مقابلہ اس طریقہ سے بھی کیا جاسکتا ہے۔ یہ چیز واقعہ کربلا کو بہت بلند کرتی ہے بہت بڑھا دیتی ہے۔ ہم نظر ڈالتے ہیں تو کوئی اور واقعہ اتنا بڑا نظر نہیں آتا

انسان میں غرور وتکبر اس وقت زیادہ جڑیں پکڑتا ہے جب انسان اپنے خدا کی یاد اور خوف سے غافل ہو جاتا ہے نیز خود کو حاصل ہونے والی کامیابیوں کا سبب' اپنی ذاتی کوشش اور قوت وطاقت کو سمجھنے لگ جاتا ہے۔

اللہ = محمدؐ = علیؑ = فاطمہؑ = حسنؑ = حسینؑ

ارشادات امام حسین علیہ السلام

☆ اپنے نفس کو غیبت کا عادی نہ بناؤ کیونکہ اس کا عادی، عظیم مجرم ہوتا ہے۔

☆ ایک شخص نے حضرت امام حسینؑ کے سامنے کسی شخص کی غیبت کی تو آپؑ نے اس سے فرمایا کہ ''اے فلاں'' غیبت سے باز آجا کیونکہ یہ جہنم کے کتوں کا سالن ہے۔

☆ اے لوگو! عبرت حاصل کرو اِس چیز سے جس سے اللہ نے اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور فرمایا ہے ''ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں۔ نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے ابتداء کی ہے۔

یہ ایک ایسا فریضہ ہے جو اللہ کے علم میں تھا کہ اگر اسے ادا کیا جائے اور اسے قائم کیا جائے تو دوسرے فرائض قائم ہو سکتے ہیں خواہ وہ آسان ہوں یا مشکل۔ وہ اس لئے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کی طرف ایک دعوت ہے۔ جس کے ذریعے مظالم کو دفع کیا جاتا ہے۔ ظالم کی مخالفت اور مظلوم کی حمایت کی جاتی ہے۔ زکوٰۃ اور صدقات کو اِن کے مقام سے اکٹھا کر کے مستحقین تک پہنچایا جاتا ہے۔

حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے اپنے فرزند حسینؑ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا

اے میرے فرزند!

اپنے درمیانی تنازعات کے مصلح بنو کیونکہ میں نے تمہارے جد بزرگوار رسولؐ سے سُنا ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ اپنی ذات اور اپنے گروہ کی اصلاح تمام روزہ و نماز سے افضل ہے۔ یتیموں کے بارے میں خدا سے ڈرو خدا سے خوف کرو ان کے دہانوں کو بھوک کی حالت میں ایک روز بھی نہ چھوڑو یہ بات نہ ہو کہ ایک دن اُنہیں کھانا کھلا دیا اور دوسرے دن نہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر روز ان کو شکم سیر کرتے رہو۔

میرا عظیم ھادی

یہ ایک منظر نہیں ھے
یہ اِک داستان کا حصہ نہیں ھے
اِک واقعہ نہیں ھے
یھیں سے تاریخ
اپنے تازہ سفر کا آغاز کر رھی ھے
یھیں سے انسانیت
نئی رفعتوں کو پرواز کر رھی ھے
میں آج اسی کربلا میں
بے آبرو۔ نگوں سر
شکست خوردہ خجل کھڑا ھوں
یھاں سے میرا عظیم ھادی
حسینؑ کل سرخرو گیا ھے
میں جان بچا کر
فنا کے دَل دَل میں جاں بلب ھوں
زمین اور آسمان کے عجز و فخر
سارے حرام مجھ پر
وہ جاں لٹا کر
منارۂ عرش چھو گیا ھے
سلام اُس پر
سلام اُس پر

(از احمد فراز)

قرآن

☆...... جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور اس وقت وہ کہے کہ اے میرے رب کیوں نہ تم نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا' حالانکہ جب کسی کی مہلت عمل (ختم/موت) ہونے کا وقت آجاتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ (المنافقون پارہ ۲۸)

☆...... اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو کچھ مال و متاع ہم نے تم کو بخشا ہے اسی میں سے خرچ کرو۔ قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش چلے گی اور ظالم اصل میں وہی ہیں جو کفر کی روش اختیار کرتے ہیں (البقرہ ۲۵۴)

اقوال امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام

☆...... اپنے آپ کو دوسروں کی مانند میزان بنا جو اپنے لئے پسند کرتا ہے دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کر اور جسے اپنے لئے ناپسند کرتا ہے دوسروں کیلئے بھی ناپسند کر۔ جس طرح تو چاہتا ہے کہ تجھ پر ظلم نہ ہو تو تو بھی کسی پر ظلم نہ کر اور دوسروں پر احسان کر جیسا کہ تو چاہتا ہے کہ تجھ پر احسان کیا جائے۔ ☆ آدمی خود اپنے راز کو زیادہ محفوظ رکھ سکتا ہے۔

☆...... اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ اسطرح تم اپنے دوست کے دشمن بن جاؤ گے۔

☆...... اپنے دوست کو نصیحت کرتے رہو خواہ اُسے اچھی لگے یا بُری۔

☆...... ظن اور گمان پر چلنے والے شکی مزاج دوست اور مددگار کا کوئی فائدہ نہیں۔

☆...... لڑائی جھگڑے کرنے میں سرکشی اور زیادتی کرنے سے پرہیز کریں۔

☆...... نیکوں کے ساتھ رہ تو تو بھی نیک ہو جائے گا۔

سلام

یزید و شمر کی آنکھوں سے کم نہیں ہوتی
غمِ حسینؑ میں جو آنکھ نم نہیں ہوتی!
فرازِ دار ہو یا کربلا کی تپتی زمیں
شعاعِ عشق کی تنویر کم نہیں ہوتی
جو فرشِ خاک سے پہنچائے عرشِ اعظم پر
ہر ایک پر وہ نگاہِ کرم نہیں ہوتی
بغیر حبِ علیؑ عشقِ مصطفیٰ کیسا!
نماز کیسی جو سوئے حرم نہیں ہوتی
یہ خاکِ پائے علیؑ ہے برائے دیدہ وراں
رہینِ منتِ دام و درم نہیں ہوتی!
فرازِ عرش ہو مسجور جن کا ابن صفی
قلم تو ہوتی ہے گردن' وہ خم نہیں ہوتی!

ارشادات امام حسین علیہ السلام

☆ دھوکے میں وہ شخص ہے جو دُنیا کے مال میں پھنس گیا اور بد بخت وہ شخص ہے' جو اس پر عاشق ہوا۔ ☆ جس نے سخاوت کی وہ سردار ہوا اور جس نے بخل کیا وہ ذلیل ہوا۔

☆ اِس دُنیا کے دھوکے میں نہ آنا کیونکہ جو اِس پر بھروسہ کرتا ہے یہ اُس کو دھوکہ دیتی ہے اور جو اسکی طمع کرتا ہے اس کو نا اُمید بناتی ہے۔ ☆ نیکی تعریف کو پیدا کرتی ہے اور انجام کو بخیر کرتی ہے

☆ جو شخص اپنے بھائی سے کوئی دنیاوی تکلیف دُور کرے خدا اُس سے آخرت کی تکلیف دور کریگا

☆ عزت کے ساتھ مرنا ذلت کے ساتھ زندہ رہنے سے بہتر ہے۔

☆ مدح سخاوت سے حاصل کرو بخل سے نہیں۔

مومن

مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کے کلام کی روشنی میں

والدین کا احترام	انتقام میں تاخیر	گفتگو میں صداقت	سلام میں پہل	امور میں توکل
نیکی میں سبقت	کاموں میں استقامت	امور میں تفکر	جواب میں تامل	کلام میں ادب
معاش میں نظم	جہاد میں تعاون	فیصلہ میں انصاف	اطاعت میں اصرار	مشکلات میں ثابت قدمی
غیبت سے اجتناب	غصہ سے پرہیز	تکبر سے دوری	لباس میں پاکیزگی	شہوت میں کمی
بخل سے پرہیز	مغلوب سے فیاضی	اہلخانہ سے خوش اخلاقی	لوگوں سے محبت	جاہلوں سے نرمی
وعدہ کی وفا	نیکوں کی صحبت	مساکین پر ایثار	غریبوں کی دلجوئی	مظلوم کی امداد
موقع پر سخاوت	یتیموں پر نوازش	مہمان نوازی	خلوص کی کوشش	نفس کی مخالفت
مصائب میں صبر	نعمتوں کا شکر	بیمار کی عیادت	خدمت خلق	قدرت کے باوجود درگزر





دربارِ مصطفائی کا روحانی فیض

نظراتِ سیارگان کے عملیات برائے ماہِ نومبر 2012ء

آسمانی کونسل میں نظرات سیارگان کی عملیات وتعویذات کی تیاری میں ایسے ہی اہمیت رکھتی ہے جیسے جسم میں روح کی ہو۔ مندرجہ ذیل اوقات تربیع میں نحس اعمال جبکہ تسدیس، تثلیث اور قران (بشرطیکہ قران نحس کواکب کا نہ ہو) میں سعد اعمال کیے جاتے ہیں۔

قارئینِ آئینہ قسمت! چند سال سے آپ نے اِس کالم میں تبدیلی محسوس کی ہوگی۔ نظر سیارگان کی اِبتداء، اِنتہا اور خاتمہ کے اوقات عملیات کو شامل کر کے ہم نے عاملینِ، شائقین عملیات کے لئے آسانی پیدا کر دی ہے۔ اب یہ اُلجھن ختم ہوگئی کہ فلاں سیارے کی نظر کب بن کر کب ختم ہوگی۔ اب عملیات کی تیاری میں پورے پورے وقت سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ نقشہ ساعت (جو اگلے صفحہ پر ہے) سے جو ہر دن طلوع آفتاب سے شروع ہوتی ہے اپنے شہر کے طلوع آفتاب سے متعلقہ ستارے کی ساعت دیکھ کر اس ساعت میں تیار کیا گیا عمل اور بھی مؤثر ہو جاتا ہے۔ سالنامہ زنجانی جنتری **2012**ء میں بھی ہم نے اہم سالانہ نظرات سیارگان تفصیلی درج کئے ہیں۔ ہماری خدمت باعث فخر تبھی بن سکتی ہے جب آپ وقتاً فوقتاً اپنے تبصروں سے نوازتے رہیں۔

عامل شاہ زنجانی

کسی بھی عمل کی ابتداء سے پہلے **2** رکعت نماز اجمالاً ہدیہ روح حضرت رسالت پناہ ﷺ مع سائر انبیاء، عظامؑ اور اولیاء کرامؒ پڑھیں۔ پھر مخصوص بہ نیت رجال الغیب مردان خدا جس سمت یہ اس روز کھڑے ہوں ان کی طرف باادب رخ کر کے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اس سمت کھڑی کر کے درج ذیل دعا مع ایک بار بسم اللہ شریف پڑھ کر سات بار پڑھیں۔ رجال الغیب کی تواریخ کا چارٹ حسب ذیل ہے۔ عمل کرتے وقت رجال الغیب کی جانب اپنی پشت رکھیں۔

جنوب مشرق 01`09`16`24	جنوب مغرب 02`10`17`25	جنوب 03`11`18`26	مغرب 04`12`19`27
شمال مغرب 05`13`20`00	شمال مشرق 06`00`21`28	مشرق 07`14`22`29	شمال 08`15`23`30

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا رَجَالُ الْغَیْبِ وَیَا اَرْوَاحُ الْمُقَدَّسَۃ اَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃَ وَ انْظُرُوْ نِیْ بِنَظْرَۃ یَا رقبَاء یَا نقبَاء یَا نَجبَاء یَا اَبْدَال یَا اَوْتَاد یَا قُطَب یَا غَوث اَعِیْنُوْنِیْ بِحُرْمَۃ مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَ عَلٰی آلِہٖ وَاَ صحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

روحانی ماہنامہ آئینہ قسمت میں تمام اعمال نیک نیتی کی بناء پر عاملین وقارئین کے استفادہ کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ جائز کام میں تو اللہ اور اس کا رسولؐ بھی مدد کرتے ہیں۔ ناجائز عمل کرنے سے باز رہیں ورنہ سخت رجعت بھی ممکن ہے۔ بہرحال جب بھی کوئی عمل کریں تو لازم ہے کہ عمل کی رجعت سے بچنے کے لئے **6** کلو چینی، ایک کلو سوجی یا بارہ کلو باجرہ دو کلو چاول اپنے سر سے وار کر رکھ لیں۔ بعد از عمل استعمال سے پہلے کسی بھی قبرستان جا کر عامل شاہ زنجانی کا اور اپنا اہلِ قبور کو سلام عرض کریں اور فاتحہ خوانی کر کے درختوں کی جڑوں میں حشرات الارض کو صدقہ ڈال دیں اور صدقہ ڈالنے کے بعد پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں۔ یہ صدقہ صرف ایک عمل کے لئے ہے۔ دوسرے عمل کے لئے علیحدہ صدقہ دیں۔

ساعات کی ترتیب آپ کے شہر کے طلوع آفتاب سے شروع ہوتی ہے۔

شمار	پہلی								دوسری							تیسری							چوتھی	
دن	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴
اتوار	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد
پیر	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری
منگل	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ
بدھ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل
جمعرات	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس
جمعہ	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر
ہفتہ	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ

تثلیث زہرہ مشتری: اس سعد وقت کی ابتداء 8 نومبر 18 بجکر 25 منٹ پر ہو، جبکہ مکمل نظر 9 نومبر 12 بجکر 25 منٹ اور خاتمہ نظر 10 نومبر 6 بجکر 25 منٹ پر ہوگا۔ یہ اس ماہ کی سب سے خوبصورت نظر ہے۔ الفت ومحبت کو بڑھانے کے لیے عزت و دولت، ثروت اور خصوصاً حصول انعامات کے لیے یہ نہایت ہی سعد وقت ہوگا۔ سورۃ نور کی 33 ویں آیت کا نقش مشک زعفران سے لکھ کر باپرہیز پاس رکھیں۔

۷۸۶		
۱۸۲	۱۴۵۸	۵۴۶
۹۱۰	یہاں مقصد لکھیں	۱۲۷۶
۱۰۹۴	۷۲۸	۳۶۴

قران شمس عطارد: اس سعد وقت کی ابتداء 17 نومبر 10 بجکر 37 منٹ، مکمل نظر 17 نومبر 20 بجکر 47 منٹ جبکہ خاتمہ نظر 18 نومبر 6 بجکر 57 منٹ پر ہوگا۔ طلبہ، اساتذہ یا پرائز بانڈز کے نمبرز نکالنے والے دوست یا اکاؤنٹنٹ، کمپیوٹر سے تعلق رکھنے والے اپنی ذہنی قابلیت کو بڑھانے کے لیے اسمائے عظام کا نقش بنا کر پاس رکھیں تو قابلیت میں اضافہ ہو، یہ نقش سورۃ طٰہٰ کی آیت کا ہے۔

نقش چال		
۸	۱	۶
۳	۵	۷
۴	۹	۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم		
زدنی	رب	علماً
علماً	زدنی	رب
رب	علماً	زدنی

تسدیس مریخ زحل: اس سعد وقت کی ابتداء 23 نومبر 14 بجکر 52 منٹ، مکمل نظر 25 نومبر 3 بجکر 51 منٹ اور خاتمہ نظر 26 نومبر 16 بجکر 43 منٹ پر ہوگا۔ برائے ترقی ہر قسم، زراعت، ذاتی گھر کے حصول کے لیے سورۃ یٰسین کے خالی البطن نقش کو لکھ کر باپرہیز پاس رکھنے کے علاوہ کسی پھل دار درخت کے ساتھ بھی باندھیں۔

نوٹ: جو بہن بھائی خود یہ اعمال نہ کر سکیں۔ وہ شاہ زنجانی سے رجوع کریں۔

بقیہ صفحہ نمبر 44 پر



از تحریر: حکیم سرفراز احمد زاہد، ملتان

کمالاتِ جفر (چاند گرہن)

برائیوں، نشہ، طلاق، لڑائی جھگڑے سے بچاؤ لوح فتحنامہ

سورج یا چاند کا گرہن میں آجانا اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ اور اس کے جلال و جبروت کی ان نشانیوں میں سے ہے جن کا کبھی کبھی ظہور ہوتا ہے اور جب ان کا ظہور ہوتا ہے تو اللہ کے نیک بندے عاجزی کے ساتھ اس قادر و قہار کی عظمت و جلال کے سامنے جھک جائیں اور اس سے رحم و کرم کی بھیک مانگیں۔

قرآن پاک میں سورۃ القیمۃ جو کہ گنتی کے حساب سے 75 ویں سورۃ ہے کی آیت نمبر 8 میں اللہ تعالیٰ نے چاند گرہن کا ذکر کیا ہے۔ **ترجمہ:** اور چاند بے نور ہو جائے گا۔

یعنی جب شمس و قمر ایک دوسرے کے مقابل 180 درجے پر آجاتے ہیں تو چاند کو گرہن لگ جاتا ہے اور اس پر تاریکی پھیل جاتی ہے اور سائنس کے مطابق جب سورج اور چاند کے درمیان زمین آجاتی ہے، سورج کی روشنی زمین پر پڑتی ہے اور زمین کا سایہ چاند پر پڑتا ہے تو چاند کی روشنی تاریکی میں بدل جاتی ہے، اسے چاند گرہن کہتے ہیں۔ سورج گرہن اور چاند گرہن کا اثر ان لوگوں کی زندگی پر بالخصوص ہوتا ہے، جن کے پیدائشی زائچے میں کوئی گرہن ہو یا گرہن کا سایہ ہو۔ گرہن کے وقت سورج اور چاند کی توانائیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ عربوں میں زمانہ جاہلیت کے توہمات میں سے ایک خیال یہ بھی تھا کہ بڑے آدمیوں کی موت پر سورج گرہن لگتا ہے۔ گویا وہ اس کے ماتم میں سیاہ چادر اوڑھ لیتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں ٹھیک اس دن جس دن آپؐ کے شیر خوار صاجزادے ابراہیم (علی ابیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کا قریباً ڈیڑھ سال کی عمر مبارک میں انتقال ہوا تھا، سورج گرہن لگا تھا۔ حضرت ابراہیم کی وفات کے دن سورج گرہن لگ جانے سے اس توہم پرستی اور غلط عقیدہ کو تقویت پہنچ سکتی تھی۔ سرکارِ دو عالم رحمت اللعالمین ﷺ نے اس وقت غیر معمولی حیثیت اور انتہائی فکرمندی کے ساتھ اللہ کے حضور میں جماعت سے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد خطبہ دیا کہ اس خاص طور پر اس غلط خیال کی تردید کی کہ سورج یا چاند گرہن کسی بڑے آدمی کی موت کی وجہ سے لگتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ صرف جاہلانہ توہم پرستی ہے جس کی اصل بنیاد نہیں۔ یہ تو دراصل اللہ کی قدرت و سطوت اور اس کے جلال و جبروت کی نشانی ہے۔ جب ایسی کسی نشانی کا ظہور ہو تو عاجزی کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیے، اس کی عبادت اور اس سے دعا کرنی چاہیے۔

جدید سائنس پہلے تو سورج یا چاند گرہن کے اثرات سے یکسر منکر تھی۔ لیکن اس بات کی قائل ہو گئی ہے کہ گرہن کا اثر رحم مادر میں جنین پر ہوتا ہے۔ کیونکہ عورتوں کے ایام کا نظام بچوں کی حمل میں پرورش اور پیدائش کا نظام چاند سے متعلق ہے۔ حمل ٹھہرانے کے واقعات بھی اس سے متعلق ہیں۔ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ پیدائش کے وقت کسی بچے کا پاؤں مڑا ہوا ہونا یا کوئی اور نقص ہوتا ہے۔ یہ امر لازمی ہے کہ گرہن کا اثر ماں کے پیٹ اندر بچہ پر پڑتا ہے اور وہ ماں کی ان حرکات کا نتیجہ ہوتا ہے، جو گرہن کے دوران ماں سے سرزد ہوتی ہیں۔ اس لیے لازم ہے کہ حاملہ عورت گرہن کے وقت چارپائی پر چت لیٹی رہے تاکہ ماں کی کوئی حرکت بچہ کے اعضاء کی خوبصورتی پر برا اثر نہ ڈالے۔ دیہاتی لوگ اس بات سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں، وہ گرہن کے وقت حاملہ گائے یا بھینس کو بیٹھنے نہیں دیتے۔

اس سال کے آخری دو گرہن ماہ نومبر 2012ء میں آئیں گے۔ پہلا سورج گرہن 14 نومبر 2012ء نصف شب ایک بج کر 26 منٹ 20 سیکنڈ تا صبح 4 بجکر 49 منٹ تک رہے گا، یہ رات کا وقت ہوگا، نظر نہ آئے گا۔ دوسرا چاند گرہن 28

نومبر 2012ء شام 17 بجکر 32 منٹ تا رات 21 بجکر 59 منٹ تک رہے گا۔ اس دن چاند کی 14 تاریخ ہوگی مکمل چاند ہوگا اور چاند گرہن یہ مکمل ہوگا اور یہ نظر بھی آئے گا۔ زیادہ تر ایشیائی ممالک فلپائن، جاپان، کوالالمپور، ملائیشیا، چائنا وغیرہ میں دیکھا جاسکے گا۔ ہمیں اس سے غرض نہیں کہ پاکستان کے علاوہ کہاں نظر آئے گا۔ مجھے امید ہے کہ نمازِ مغرب کے بعد چاند گرہن مکمل ہونے کی بنا پر گرہن نظر آنے کا امکان بہت ہے۔

گرہن کے وقت ہر عمل کی طاقت 100 گنا بڑھ جاتی ہے۔ گرہن میں آپ کسی بھی عمل کی زکات ادا کر سکتے ہیں۔ خاص کر سفلی اعمال بندش کے علاوہ مندرہ مولا علی علیہ السلام کی زکات کی ادائیگی بہت مؤثر ہے۔ سابقہ مضامین میں ایک عمل بندش اور سورۃ فاتحہ شریف کا عمل دیا تھا۔ عمل بندش سادہ اور آسان تھا۔ بہت سے احباب نے اس سے فائدہ اُٹھایا اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے، یہ سب میرے اللہ کا کرم ہے اور اکثر اس میں کیوں کیسے اور کس طرح کے چکروں میں رہے۔ یاد رکھیں عقل مندار اعمال کی حقانیت کو سمجھنے والے لوگ عمل کو دیکھتے ہیں اور دی گئی ہدایات پر فوراً عمل پیرا ہو کر اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور دوسرے دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ گرہن کے دوران جو بھی زکات ادا ہوگی، وہ زکات اصغر ہوگی اور ایک سال کے لیے کارآمد ہوگی۔ آپ کسی اور کو اس زکات کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اکثر عاملین اور نو آموز عامل حروفِ صوامت کی زکات ادا کر دیتے ہیں، اس کی مداومت کرنے میں دیکھا گیا ہے۔ حروفِ صوامت کے بڑے بڑے عاملین خود ان حروف کی نحوست کا شکار ہو کر اپنے اوپر بندش لاگو کر بیٹھتے ہیں۔ اس سے بہتر ہے کہ دیے گئے اعمال کی زکات ادا کریں۔ سورۃ کوثر سورۃ فیل کے علاوہ کئی اعمال جن میں شرک کا پہلو نہیں نکلتا۔ خاص کر آپ آئینہ قسمت کی شائع کردہ کتاب مصباح العملیات میں درج مندرہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زکات ادا کر سکتے ہیں۔ جس کے بارے میں حضرت سید الحاج ناظر حسین شاہ زنجانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضور سید مولائے کائنات امام المشارق والمغارب مظہر العجائب غالب علیٰ کل غالب علی ابن ابی طالب نقش رسول ثانی اثنین علیہ التحیات والصلوٰۃ والسلام کا فیض ہی حقیقتاً فیضانِ محمدیہ ہے۔ قلندریہ طریقہ میں مندرہ شاہِ مردان بھی اسی قبیل کا ایک وِرد ہے، اس فیضان کا اثر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ دربار پسیانوالہ میں چارپائیوں، کندھوں، تختوں پر لا کر بیمار لوگ آتے تھے اور مندرے کی بدولت اپنے پاؤں پر چل کر واپس جاتے۔ بڑے سے بڑا شاہ جنات اس مندرے کے آگے ٹھہرتا نہ تھا۔ بلائیں اس کے فیضان کی برکت سے دم دبا کر بھاگ جاتی تھیں"۔

اس کی زکات 40 دن کی ہے مگر گرہن کے وقت پانی کے پاس 41 دفعہ آپ اس کو پڑھ لیں۔ جب اس کی تعداد پوری کر لیں تو نیاز دیں یہ ختم پنجتن پاک اور فاتحہ حضور سید ناظر حسین شاہ زنجانی اور بابا جیون شاہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی دلوانی ضروری ہے۔ اس کی برکت سے فیضان جاری ہو جائے گا۔ میں تو اس دوران لوح تسخیر کی زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اور اسے طاقتور کرتا ہوں۔

اس موقع کی مناسبت سے جفری عمل کے ساتھ ایک عمل حب و بغض بھی لکھ رہا ہوں۔ اس کی چاند گرہن کے وقت زکات ادا کر لیں۔ انشاء اللہ ساری زندگی کام دے گا۔ پہلا عمل درج کر رہا ہوں۔ یہ عمل سورۃ الفیل سے متعلقہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم o اَجِبْ دَعْوَتِیْ یَا اَمْعَاکِیْلُ بستم خواب و خود فلاں بن فلاں علی حُبّ فلاں بن فلاں۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ یَا جِبْرَائِیْلُ بستم دو چشم فلاں بن فلاں عَلیٰ حُبّ فلاں بن فلاں۔ فَعَلَ رَبُّكَ یَا شَمْسَائِیْلُ بستم دو گوش فلاں بن فلاں علی حُبّ فلاں بن فلاں۔ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ یَا کلکائِیْلُ بستم زبان فلاں بن فلاں علی حُبّ فلاں بن فلاں۔ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ یَا لُومائِیْلُ بستم بینی فلاں بن فلاں عَلیٰ حُبّ فلاں بن فلاں۔ فِیْ تَضْلِیْلٍ یَا میکائِیْلُ بستم ھفت اندام فلاں بن فلاں علی حب فلاں بن فلاں۔ وَاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ یَا اسرافیل بستم دھن فلاں بن فلاں علی حب فلاں بن فلاں۔ طَیْرًا اَبَابِیْلَ یَا تَرْتَائِیْلُ بستم گلو فلاں بن فلاں علی حُب فلاں بن فلاں۔ تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَةٍ یَا عَزْرَائِیْلُ بستم سینہ فلاں بن فلاں علی حب فلاں بن فلاں۔ یَا بدوح مِنْ سِجِّیْلٍ یَا کَشْفَائِیْلُ بستم قلب فلاں بن فلاں عَلیٰ حُب فلاں بن فلاں۔

نجعلھم یا اجمائیل بستم شکم فلاں بن فلاں علی حب فلاں بن فلاں کعصف م ا کول یا تنکافیل بستم ناف و دبر فلاں بن فلاں علی حب فلاں بن فلاں۔ سامعا مطعا حافظا اجب بحق الم ترکیف یارب العالمین٥

طریقہ زکات یہ ہے: باموکل سورۃ فیل گرہن کے وقت 150 بار پڑھ لیں۔ یہ زکات اصغر ادا ہو جائے گی۔ کسی بھی میٹھی چیز پر دم کریں اور مطلوب کو کھلا دیں، محبت میں بے قرار ہو گا۔ میاں بیوی کی محبت کے لیے ماں باپ، بہن بھائیوں میں محبت پیدا کرنے کے لیے۔

دوسرا طریقہ ہے کہ سرخ شکر پر 19 بار پڑھ کر چیونٹیوں کو ڈالیں۔ 21 دن تک تو مطلوب کا دل محبت میں اس طرح بے قرار ہو گا، جیسے اس کے دل کو کوئی چیز کاٹ رہی ہے۔ اسی طرح سورۃ الحمد شریف کی زکات زبان بندی برائے محبت ادا کر سکتے ہیں۔ یہ عمل پچھلی بار دے چکا ہوں۔

جفری عمل یہ ہے کہ سورۃ والشمس کے اعداد قمری لیں۔ اسکے حروف بنائیں، اگر تین حروف بنیں تو پہلے حرف سے آئیل لگا کر موکل بنالیں۔ دوسرے حرف سے یوش لگا کر جن اور تیسرے حرف سے طیش لگا کر اعوان لگائیں۔

اپنے نام کے اعداد لے کر ان سے اسی طرح حروف ثلاثہ بنائیں اور موکل جن اور اعوان بنائیں۔ اب ایک مثلثی آتشی اسی طرح پیدا کریں کہ سورۃ شمس کے قمری حروف سے پیدا کردہ موکل جن دوم اور سوم میں لکھیں۔

دوسرے تین خانوں میں اپنے نام کے تینوں موکل لکھیں۔ باقی تیسرے خانوں میں اپنے اور سورۃ کے اعداد آپس میں جمع کر کے موکل بنا کر لکھیں۔ عمل سے قبل غسل کریں۔ صندل سرخ کا بخور سلگائیں اور نقش پُر کر کے انگشتری میں نگینہ کے نیچے رکھ دیں۔ دوسرے دن چاند کی جو تاریخ ہو، اتنی بار سورۃ شمس پڑھیں اور انگوٹھی پر دم کریں اور روزانہ ایک کا اضافہ کر کے 21 روز تک دم کریں۔ پڑھتے وقت ساعت قمر کا ہو گا۔ انشاء اللہ ترقی ملازمت، وسعت رزق اور تسخیر خلق ہو گی اور بھی بہت سے فوائد ہیں، جو بعد استعمال معلوم ہوں گے۔

بقیہ: دربارِ مصطفائی کا روحانی فیض

۷۸۶		
۵۵۳۵۰	۱۴۷۶۱۰	۱۸۴۵۰
۱۲۹۱۶۰	یہاں مقصد لکھیں	۹۲۲۵۰
۳۶۹۰۰	۷۳۸۰۰	۱۱۰۷۱۰

قران زہرہ زحل: اس سعد وقت کی ابتداء 26 نومبر 9 بجکر 2 منٹ، مکمل نظر 27 نومبر 6 بجکر 19 منٹ جبکہ خاتمہ نظر 28 نومبر 3 بجکر 35 منٹ پر ہو گا۔ اس وقت کاروباری وسائل بڑھانے، کشادگی کاموں کے لیے دعائیں اور سورۃ یٰسین کا خالی البطن نقش لکھ کر پاس رکھ سکتے ہیں۔

(نقش پہلے دیا جا چکا ہے)

تسدیس زہرہ مریخ: اس سعد وقت کی ابتداء 28 نومبر 1 بجکر صفر منٹ جبکہ مکمل نظر 30 نومبر 3 بجکر 33 منٹ اور خاتمہ نظر 2 دسمبر 6 بجکر 8 منٹ پر ہو گا۔ اس طویل وقت میں ہر روز تین مرتبہ ساعت زہرہ آئے گی۔ ناراض زوجین، دوستوں میں الفت پیدا کرنے کے لیے 9 آیات الفتِ قرآنی کے خالی البطن نقش سے فیض حاصل کریں۔ ملانا ممکن نہ ہو تو پھر پھل دار درخت سے ساعتِ زہرہ میں دعا کر کے باندھیں، نیکی پائیں گے۔

۷۸۶		
۵۵۳۵۰	۱۴۷۶۱۰	۱۸۴۵۰
۱۲۹۱۶۰	یہاں مقصد لکھیں	۹۲۲۵۰
۳۶۹۰۰	۷۳۸۰۰	۱۱۰۷۱۰

از تحریر: حکیم سرفراز احمد زاہد، ملتان

کمالاتِ جفر زہرہ مشتری تثلیث

حاضری مطلوب، حسبِ منشاء شادی، تسخیر و رجوعِ خلق

علم جفر ایک زبردست اور دقیق علم ہے اس کے اصول وضوابط اور نتائج بڑے حیران کن ہوتے ہیں۔ ہر علم میں چند لازمی قواعد اور اصول ہوتے ہیں۔ ہر علم کی بنیاد اس کی ابجد ہوتی ہے اور اسی عملیات جفر کی بنیاد بھی قواعد وشرائط عملیات پر ہے۔ جفری عملیات وطلسم خصوصی اوقات کی تاثیرات کو مدنظر رکھ کر تیار کیے جاتے ہیں اور جب تک مختلف اوقات کی تاثیرات اور قوتوں سے واقفیت نہ ہوگی جفری عملیات تیار کر کے ان کے اثرات کا مظاہر دیکھنا ناممکن ہے۔ اوقات کی تاثیرات سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے علم نجوم یعنی بروج اور سیارگان کی آپس میں دوستی دشمنی سے تعلق جوڑنے کے لیے وقت نکالنا پڑتا ہے۔ جب مختلف اوقات سے بہرہ ور ہو جائیں گے تو سیارگان کی قوت کو اپنے اعمال میں جذب کرنے کی صلاحیت حاصل کریں گے۔ حدیث پاک ہے:

کُلّ امر مرھونِ بَاوقاتہا۔ ہر امر کسی خاص وقت کا مرہونِ منت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں ہر لمحہ کسی نہ کسی مقصد کے لیے مقرر کیا ہے۔ دن رات کے چوبیس گھنٹے کسی نہ کسی مقصد کے لیے مقرر ہیں۔ یہ اوقات کی منسوبات ماہرین علم و جفر و نجوم نے اپنے علم اور تجربات سے عبارت کیے ہیں۔ انسانی زندگی کے تمام امور خوش بختی اور بدبختی پر منحصر ہیں۔ حدیث مبارکہ کے مطابق ضروری ہے کہ کامیابی کے لیے درست انتخاب کیا جائے، روزانہ امور زندگی ہوں یا عملیاتی امور ہوں ان کو انجام دینے کے لیے ساعتوں کا علم ہونا ضروری ہے تاکہ ان سے صحیح راہنمائی حاصل کی جاسکے۔ احساسات وقت کی قوتوں کے اندر جذب ہوتے ہیں اور عامل خود اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ یہ نیک وقت پر شروع کیا ہے۔ درست وقت پر عمل کا استخراج ناکامی سے دوچار نہیں کرتا، درست وقت ایک بہت بڑی طاقت ہے اور اس کا حصول کامیابی کی پہلی سیڑھی ہے۔ چنانچہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ عمل کتنا ہی طاقت ور ہو اگر مناسب وقت پر نہیں کیا گیا تو اس کی پوشیدہ روحانی قوتیں متحرک ہونے میں ناکام رہتی ہیں۔ میں اپنے مضامین میں مبادیاتِ عمل اور اثرات وقت پر اکثر زور دیتا ہوں۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔ اکثر عملیات حب وتالیف و رجوع قلب و حاضری مطلوب شرف یا اوج زہرہ میں کیے جاتے ہیں۔ اگر یہ اوقات میسر نہ ہوں تو نظرات سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ نظرات سعد بعض اوقات شرف سے بھی زیادہ موثر ہوتی ہیں۔ سال آخری دو ماہ میں کئی اچھی نظرات حاصل ہوں گی، ان میں حصولِ مقصد کے لیے کام کیا جاسکتا ہے۔ سعد نظر میں تسخیر محبوب، حب منشاء شادی و نکاح، کاروبار، تسخیران افسران و مال و دولت، استحکام جائیداد و ازدواجی تعلقات، مقدمہ، امتحان غرض ہر نیک مقصد کے علاوہ تباہی دشمناں، زبان بندی، ناجائز تعلقات کا خاتمہ اور طلاق، عداوت و بغض کے اعمال تیار کیے جاسکتے ہیں۔ ایسی ہی ایک سعد اور طاقتور نظر زہرہ مشتری کی تثلیث ہے۔ زہرہ مشتری دونوں سعد اکبر ستارے ہیں، ان میں تثلیث حب و عشق، تسخیر خلق کے لیے بہت موثر ہے۔ یاد رکھیے اعمال صرف عشق و حب پر ہی ختم نہیں۔ ان اوقات میں انسانی زندگی میں مختلف درپیش مسائل سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ان اعمال کی روحانیت سے کام لیا جاتا ہے۔ اگر ہمارا نظریہ یہ ہو کہ دیے گئے اور تعریف شدہ عمل صرف جنس مخالف و مونث کو تسخیر کرنے کے لیے ہیں تو یہ ہماری خام خیالی ہے اور محدود سوچ کی غمازی ہے۔ اگر فی الفرض ہم اس بات کو پختہ کرلیں کہ زندگی کے دوسرے مسائل مثلاً رزق، بیماری، مقدمہ، قرض، بیرونِ ملک سفر، خاندانی جھگڑے اور مسائل زمین و جائیداد پیداوار جنس کے لیے الگ اعمال اور وظائف تخلیق

کرنے پڑیں گے۔ ایسا نہیں ہے صرف ایک عمل ہی تصرفات کا درجہ رکھتا ہے اور یہ کرنے والے کی صوابدید اور ذہنی صلاحیت پر منحصر ہے کہ اس کی سوچ اور ادراک کتنا وسیع ہے تا کہ وہ باہم اس عمل کو نئے مسائل کے مطابق تبدیل کرسکیں اور اگر ہمیں اس میں تصرف اور عبور حاصل ہے تو کوئی مشکل ہی نہیں۔ بہرحال نظرات کے تحت ہر مسلم وغیر مسلم ان اعمال کو بروئے کار لا سکتا ہے۔ اعمالِ جفر میں حب، بغض اور حاجت روائی میں مؤکلات سے علوی و سفلی کو متحرک کیا جا سکتا ہے۔ ان سے کام لینا بھی اور احسن طریقے سے لینا بھی ضروری ہے۔ عمل تو بہرحال عمل کام کرے گا۔ مگر بعد حصولِ مراتب جب کہ نیت ظاہری نیت باطنی (سفلی) میں تبدیل ہو جائے گی اور اگر اتمام محبت کے خلاف کام ہوا تو مؤکلات عامل کو نہیں چھوڑیں گے۔ مثلاً کسی شخص نے کسی عورت کی تسخیر کی اور وہ بعد تسخیر نکاح میں نہ لایا اور شیطانی جذبات کا شکار ہوا، عزت خراب کی تو انجام اچھا نہیں ہوگا۔ بلکہ مشاہدہ مؤکلات میں بنایا گیا کہ ایسے شخص کے مؤکلات ہو جاتے ہیں۔ میری اس روحانی زندگی میں ایسے بہت سے واقعات، حادثات، مشاہدات عبارت ہیں جن کی تفصیل سے اوراق استعمال فضول ہے، صرف اشارہ کافی ہے۔

بہرحال تثلیث زہرہ مشتری میں حب حسب منشاء شادی میں رکاوٹیں اور فریق ثانی یا اس کے لواحقین رکاوٹیں ڈال رہے ہوں۔ ان مواقع پر حاسدین اپنی خدمات مفت پیش کرتے ہیں۔ اگر کاروبار ہے اور گاہک نہیں ہے، لوگ دیکھتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ اگر طبیب، ڈاکٹر، وکیل، پراپرٹی ڈیلر ہے تو عوام کا رجوع نہیں، تسخیر خلق نہیں، تسخیر رزق نہیں، تسخیر افسران نہیں۔ میاں بیوی میں ہر وقت لڑائی، گھر کا سکون برباد، بچوں کی پرورش میں رکاوٹ، بچے الگ ذہنی کوفت میں مبتلا، والدین اولاد کی نافرمانی سے نالاں، جائیداد سے حصہ دینے میں بھائی والدین انکاری۔ غرض کوئی کام جس میں کسی شخص کی انفرادی یا اجتماعی تسخیر مطلوب ہو۔ زہرہ مشتری نظر تثلیث ان سب متاثرین کے دکھوں کا مداوا ہے، ایسے پریشان حال اس نادر موقع سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اس سال 8 نومبر 2012 سے 10 نومبر 2012 شام 18 بجکر 25 منٹ تا 06 بجکر 25 منٹ تک دو راتیں اور ایک دن ملے گا۔ اس میں زہرہ اور مشتری کی جو بھی سعد اور نیک ساعتیں ہوں، ان میں کام تیار کر سکتے ہیں۔ اس سال بہت موثر اعمال حب و تسخیر رسالہ میں لکھ چکا ہوں۔ فروری اور مئی 2012ء میں دیے گئے اعمال حب سے کام لے سکتے ہیں لیکن وہ اعمال بڑے ٹیکنیکل ہیں، عام شخص ان سے مستفید نہ ہو سکے گا۔ کسی ماہر جفر کی مدد حاصل کریں، میں بھی خدمات مہیا کرنے میں تیار ہوں، بہرحال ایک اچھوتا سا عمل حاضر خدمت ہے۔

اس موقع پر ماہرین روحانیات عموماً سورۃ توبہ کی آخری آیت مبارکہ سے کام لیتے ہیں۔ یہ آیت مبارکہ تسخیر اور رجوع خلق کے لیے بہت موثر ہے۔ اگر تسخیر خلق کے لیے عمل تیار کرتا ہو تو لقد جاء کم تا رؤف رحیم تک اعداد حاصل کریں اور اگر محبت یا فرد مؤنث کی تسخیر مطلوب ہے تو عزیزاً تک اعداد لیں، اگر کسی مرد کی شادی یا افسران کی تسخیر کے لیے مدد ہو تو آیت پاک یحبونھم تا حب اللہ (سورۃ بقرہ 165) کے اعداد شامل کریں لیکن میں ان آیات کے علاوہ سورۃ طٰہٰ کی آیت مبارکہ کی روحانیت سے مدد لیتا ہوں۔ دوسرے دوست ضروری نہیں میری طرح کریں۔ وہ قرآن پاک کی دوسری آیات مبارکہ جو محبت سے متعلق ہوں، ان کی روحانیت سے مدد حاصل کر سکتے ہیں۔ طریقہ یہ ہے:

آیت مبارکہ سورۃ طٰہٰ، آیت نمبر 39 "وَاَلْقَیْتُ عَلَیْكَ تا عَیْنِیْ O" اعداد 2074 ہیں۔ طالب معہ والدہ کے اعداد لیں پھر مقصد کے اعداد لیں۔ مثلاً جلب قلب ان تینوں کا مجموعہ لے کر 41 عدد تفریق کریں اور بقایا اعداد سے حروف بنا کر آئیل کا اضافہ کر کے مؤکل بنائیں، یہ مؤکل ہوگا۔ اب ایک تکسیر تیار کریں۔ پہلے نام طالب معہ والدہ، پھر آیت پاک پھر نام مطلوب مع والدہ کی جب زمام نکل آئے تو دائیں طرف حروف اوپر نیچے لکھ کر امتزاج دیں۔ پھر چار چار یا پانچ پانچ حروف کے مؤکلات بنالیں۔ اب تکسیر کی اول سطر کے اعداد لے کر ان کو تمام تکسیر کی سطور سے ضرب دے کر ایک مخمس خالی القلب پُر کریں۔ نقش کے خالی خانہ میں اعداد طلب + آیت + مطلوب کے اعداد سے استخراج کردہ مؤکل لکھیں۔ ایسے پانچ نقش تیار زعفران سے لکھیں اور چاروں عناصر کے مطابق استعمال کریں۔ پانچواں نقش پاس رکھیں، نقش کے نیچے عزیمت لکھیں۔ اب تکسیر کی سطر اول آخر اور درمیانی سطور کے تین فتیلے بنا کر ساعت زہرہ میں نئے چراغ میں روشن کریں اور خود بیٹھ کر اعداد مطلوب کے مطابق ورد کریں۔ انشاء اللہ تین

تیلوں کے ختم ہونے سے قبل مقصد پورا ہوگا یا اس کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔ مثال حاضر ہے:

نام طالب: زیبا گل بنت خیراج اعداد: 884

نام مطلوب: غلام علی نیئر: 1441

آیت پاک اعداد: 2074

مجموعہ: 4399 - 41 = 4358 : ح ن ش د غ : غدشجائیل (مؤکل)

تکسیر: زی ب اگ ل خ ی راج آیت مبارکہ: غ ل ام ع ل ی ن ی ر 50 حروف۔ 50 سطور میں تکسیر ہوگی۔ جو اس صفحہ پر ناممکن ہے۔

بطور نمونہ: ری ح ان و د و د درش ھ دار : 16

پہلی سطر: ری ح ان و د و د د رش ھ د ا ر

دوسری: ر ر ا ی و ح ھ اش ن ر و د د د و

تیسری: و ر د ر د ا د ی و د ر ح ن ھ ش ا

چوتھی: اوش ر ھ د ن ر ح د ر ا و د د ی

پانچویں: ی ا و و د ش و ر ا ھ ر د د ن ح ر

چھٹی: ری ح ان و د و د د رش ھ و ا ر

سطر راست: ررو ای **سطر چپ:** روای ر

امتزاج: ررو واای ی ر **مؤکلات:** رروائیل، واایائیل، بیرائیل

نوٹ: لیکن میں نقش اصل اعداد کا پُر کروں گا۔

پہلی سطر کے اعداد: 9934 × 65 = 219950 ÷ 65 = 3383

باقی: 55

۱۶	۱۰	۱	۱۲	۲۶
۹	۲۱	۱۹	۱۳	۳
۱۵	۱۱		۱۴	۲۵
۵	۶	۲۳	۲۴	۷
۲۰	۱۷	۲۲	۲	۴

۷۸۶
جبرائیل

۵۴۱۲۸	۳۳۸۳۰	۳۳۸۳	۴۰۵۹۶	۸۸۰۱۳
۳۰۴۴۷	۷۱۰۴۳	۶۴۳۳۲	۴۳۹۷۹	۱۰۱۴۹
۵۰۸۰۰	۳۷۲۱۳	غلام علی نیئر غدشجائیل	۴۷۳۶۲	۸۴۵۷۵
۱۶۹۱۵	۲۰۲۹۸	۷۷۸۰۹	۸۱۲۴۷	۲۳۶۸۱
۶۷۶۶۰	۵۷۵۶۶	۷۴۴۲۶	۶۷۶۶	۱۳۵۳۲

نوٹ: مخمس خالی البطن پُر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کل اعداد کو 65 پر تقسیم کریں اور حاصل تقسیم سے نقش پُر ہوگا۔ ہر خانہ سے ضرب دے کر خانے پُر کریں۔ بقایا کو خانہ نمبر 15، 17، 19، 24، 26 میں بقایا کا اضافہ کریں۔ اس نقش میں 8 اور 18 نہیں۔



خاتمہ دشمن

از تحریر: میاں جاوید اقبال، بُدّوملہی (نارووال)

زندگی میں کبھی نہ کبھی ایسا موقع آجاتا ہے۔

جب بدقسمتی سے اچھی بھلی زندگی میں کسی نہ کسی وجہ سے ایسے دشمن سے واسطہ پڑ جاتا ہے جو زندگی کو اجیرن بنا کر رکھ دیتا ہے اور زندگی میں بہت سے ایسے مواقع آتے ہیں۔ جب دشمن مختلف حیلوں بہانوں سے اور اپنی چالاکیوں اور زبردستی سے کسی بھی شخص کی زندگی خطرناک حد تک عذاب بنا دیتا ہے۔ بعض کے دشمن دیدہ و نادیدہ بھی مختلف طرائق استعمال کرتے ہوئے مختلف حیلوں بہانوں سے کوئی بھی موقع تنگ کرنے کے لیے اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اکثر لوگوں کا ایسے دشمن سے واسطہ پڑ جاتا ہے۔ جن کے خلاف وہ کچھ کرنا تو درکنار۔ ان کے خلاف وہ آواز بھی نہیں اُٹھا سکتے۔ یعنی وہ اتنے طاقتور ہوتے ہیں کہ ان کے خلاف کوئی اقدام کرنے سے گریزاں ہوتے ہیں اور ان کی دیدہ دلیری سے وہ شخص خود ہی نہیں بلکہ اہل علاقہ بھی ان سے پریشان و نالاں ہوں۔ کوئی بھی ہمت نہ رکھتا ہو، جب تمام ایسے کردار بے بس ہو جائیں اور بخوفِ دشمن اس کے خلاف کوئی اقدام کرنے سے گریزاں ہوں۔ جب ظالم دشمن کی بربریت اور اس کے ظلم وستم اس قدر بڑھ جائیں کہ آپ کو اپنی عزت اور جان و مال کا تحفظ لازمی ہو جائے۔ اس صورت میں مظلوم بننے سے پہلے یہ عمل اس کے لیے نوید مسرت ہے۔ اس کی مدد صرف اس صورت میں حاصل کریں۔ جب آپ چاروں طرف سے مایوس ہو چکے ہوں کہ اور نامید ہوں کہ اس کے خلاف کوئی آواز بلند کرنے والا نہ ہو۔ کیونکہ ناجائز کرنے سے بہت ہی خوفناک رجعت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ دشمن تو اذیت میں مبتلا ہو گا ہی آپ بھی نہ بچ سکیں گے۔ اس لیے اس عمل کی مدد اس وقت حاصل کریں جب یقین ہو جائے کہ دشمن سے آپ کی عزت و جان و مال محفوظ نہ ہے۔ صرف تنگ کرنے کے لیے اس کا سہارا نہ لیں وگرنہ شدید نقصان کا اندیشہ ہے اور اُلٹا آپ مختلف مصائب کا شکار ہو جائیں گے۔ دوسری صورت میں دشمن ایسا شکنجے میں آئے گا یا تو ساری عمر کسی کو تنگ کرنے سے باز رہے گا۔ وگرنہ اپنی جان سے جائے گا اور عذاب سے دو چار زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے گا اور اُسے ہر صورت نصیحت پکڑنا ہوگی، وگرنہ جو کچھ وہ آپ سے کر رہا ہے، خود اس کے ساتھ ہونا شروع ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ اس عمل سے سخت ترین بندش کی جا سکتی ہے جو کہ بُرے حالات سے دو چار کر سکتی ہے اور وہ چار و ناچار اسی دائرہ بندش کا ہو جاتا ہے۔ اس عمل سے عقد اللسان، عقد الزنا، عقد الامراض، عقد القدم اور ہر قسم کی بندش لازمی ہو جاتی ہے۔

اس عمل کے لیے سورۃ یٰسین کی آیات کی روحانیت سے مدد لی جاتی ہے جو کہ ان کاموں کے لیے انتہائی تیز ترین اثر ظاہر کرنے کا درجہ رکھتی ہیں۔ بعد ازاں حروفِ صوامت کی مدد لی جاتی ہے۔ یہ عمل صرف کسی گرہن کا محتاج نہ ہے۔ بلکہ کسی بھی نحس نظر میں اس کو تیار کیا جا سکتا ہے۔ قران شمس و قمر یا مقابلہ قمر و زحل یا قمر و مریخ کا ہو یا اگر گرہن دستیاب ہو تو سونے پر سہاگہ والی بات ہوگی یا پھر قمر درعقرب ہو اور مقابلہ مریخ زحل اس عمل کے لیے بہترین ساعات ہیں۔

اس ماہ نومبر 2012ء میں گرہن شمس و قمر دونوں دستیاب ہوں گے اور یہ 2012ء کے آخری گرہن ہیں۔

گرہن شمس (کسوف)

یہ گرہن 14 نومبر بروز بدھ برج عقرب میں 21 درجہ اور 52 دقیقہ پر لگے گا۔ سورج گرہن کی ابتداء 01 بجکر 26 پر شروع ہوگا۔ 03 بجکر 23 منٹ پر مکمل اور صبح 04 بجکر 49 منٹ پر خاتمہ ہوگا۔ یہ گرہن پاکستان و ہند میں نظر نہ آسکے گا اور صرف آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، امریکہ کی مکمل ریاستوں میں اس کا نظارہ کیا جا سکے گا۔

گرہن قمر (خسوف)

سال 2012ء کا آخری گرہن 28 نومبر بروز بدھ برج جوزا کے 5 درجہ اور 32 دقیقہ پر لگے گا۔ اس کی ابتداء 17 بجکر 32 منٹ پر ہوگی۔ شام 19 بجکر 47 منٹ پر مکمل اور 21 بجکر 59 منٹ پر خاتمہ ہوگا۔ یہ یورپ کے کچھ ممالک آسٹریلیا اور امریکہ میں واضح طور پر نظر آسکے گا۔

آیاتِ مبارکہ سورۃ یٰسین جن کی روحانیت سے عمل انتہائی سریع التاثیر ہو جاتا ہے۔

آیت نمبر سورۃ یٰسین 9۔ اعداد: 3364

(۱) وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔

ترجمہ: اور ہم نے ان کے آگے بھی دیوار بنادی اور ان کے پیچھے بھی۔ پھر ان پر پردہ ڈال دیا تو یہ دیکھ نہیں سکتے۔

(۲) لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ O

آیت نمبر 18 اعداد: 2656

ترجمہ: اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تم کو ہم سے دکھ دینے والا عذاب پہنچے گا۔

(۳) اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ O

آیت نمبر 31 اعداد: 1661

ترجمہ: کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ اب وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔

طریقہ عمل: عمل تیار کرنے سے قبل چند گزارشات پر ضرور غور کریں، جو کہ انتہائی ضروری ہیں۔ اس عمل کو تیار کرنے سے قبل حصار لازمی کرنا ہے، وگرنہ رجعت کا خطرہ ہوسکتا ہے اور اس کی رجعت اتنی خوفناک ہوتی ہے۔ دشمن سے نجات پانے کی بجائے آپ خود اپنے دشمن بن سکتے ہیں۔

عمل تیار کرنے سے قبل مجھ فقیر یا حضرت شاہ زنجانی سے اجازت ضرور طلب کریں۔

(1) سب سے پہلے ایک سطر مقصد قائم کریں اور اس کی بُسط حرفی کریں۔

(2) دوسری سطر میں آیت مبارکہ کی بسط حرفی کر کے لکھیں۔

(3) پہلی اور دوسری سطر کو امتزاج دے کر ایک تیسری سطر قائم کریں۔

(4) اب تیسری سطر کو حروف صوامت سے امتزاج دے کر سطر چوتھی سطر قائم کر کے اس کی تکسیر جفری کریں۔

حروفِ صوامت جو کہ درج ذیل ہیں۔

ا ح د ر س ص ط ع ک ل م و ہ

مکمل تکسیر جفری جب زمام برآمد ہو جائے تمام مکمل تکسیر کا نقش مثلث 3 عدد خاکی چال سے لکھیں اور اس کے گرد مکمل تکسیر جفری کے 5/5 یا 3/3 حروف کے الفاظ بنا کر نقش کے گرداگرد لکھ کر بصورت دائرہ لکھیں۔ اگر عمل بندش کا ہے تو اب مکمل تکسیر جفری سے حروفِ جلالی علیحدہ علیحدہ لکھیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

ا ہ ط م ف ش د ب و

اب حروفِ جلالی کے اعداد مکمل لیں اور اس کا ایک عدد نقش مثلث خاکی چال سے پُر کریں۔ اوپر تمام اعداد حروفِ جلالی کا ایک مؤکل قائم کر کے نقش کے اوپر لکھیں۔

طریقہ استعمال عمل بندش:

ہر قسم کی بندش کے لیے 3 عدد خاکی نقش مثلث بنائیں اور ایک عدد خمیر شدہ آٹے کا یا موم کا پتلا بنائیں۔ اس پتلے کے پیٹ میں ایک نقش رکھ دیں اور جو جلالی حروف کا نقش ہے وہ اس کے منہ میں رکھ دیں اور اس کو کسی قبر کے سرہانے دفن کر دیں اور وہاں سے ایک چٹکی مٹی اُٹھا کر دوسرا نقش ریزہ ریزہ کر کے اس کے گھر یا راستہ میں پھینک دیں۔ تیسرا نقش اپنے گھر میں وزن کے نیچے کسی اندھیری جگہ رکھیں۔

بندش عام:

جس کسی کو سمجھ آ جائے وہ ناجائز نہ کرے۔ بلکہ جائز کرنے سے بھی پہلے ہزار مرتبہ سوچے کہ مخلوق خدا کو جائز و ناجائز تنگ کرنا اپنے لیے عذابِ خداوندی کو دعوت دینا ہے۔ عام مجبوری کے لیے بندش عام کے لیے آیات سورۃ یٰسین کا درج ذیل نقش ہی کافی ہے۔

اجهزط القابض اجهزط

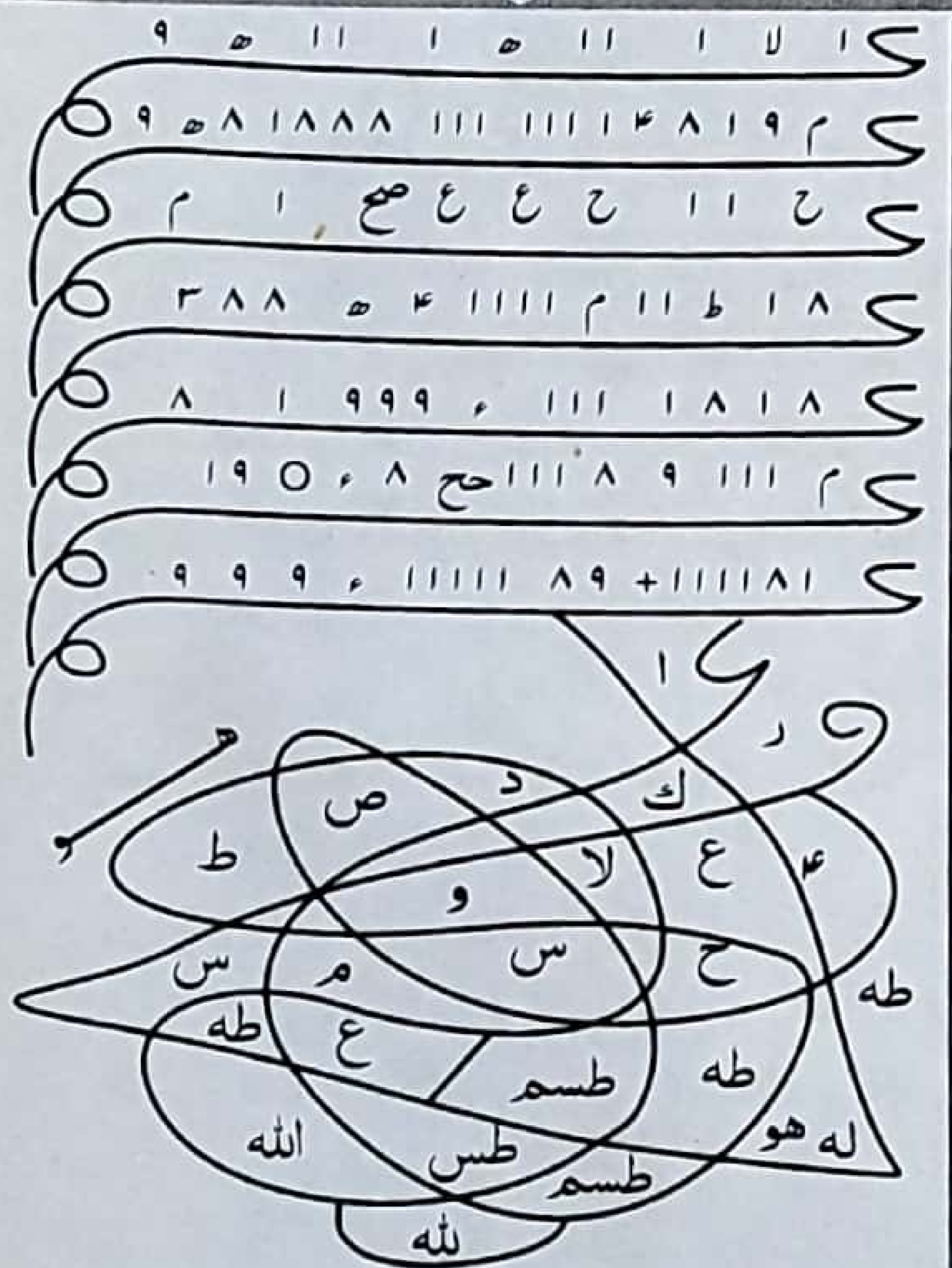
۱۱۲۰	۱۱۲۶	۱۱۱۸
۱۱۱۹	۱۱۲۱	۱۱۲۴
۱۱۲۵	۱۱۱۷	۱۱۲۲

اجهزط اجهزط



رحمکاریہ جفر
تسخیرِ رجوعِ خلائق

از تحریر: سید شعیب الرحمن شاہ، کاکاخیل



اس سال کی بہترین نظر 9 نومبر 2012ء کو زہرہ مشتری تثلیث مکمل دوپہر 12 بجکر 24 منٹ پر قائم ہوگی۔ تسخیر رجوع خلق کے لیے وظائف اور طلسم کے ساتھ حاضر ہوں۔ جو بہن بھائی وظائف کر سکتے ہیں، تو وہ وظائف پڑھیں۔ دو رکعت نماز نفل برائے تسخیر رجوع حاجات، رجوع خلق۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ توبہ کی آخری دو آیات (92) مرتبہ پڑھیں اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ آلِ عمران کی آیات نمبر 73، 74 پڑھیں (92) مرتبہ۔ سلام پھیر کر 111 مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب پنجتن پاکؑ اور اہل بیتؑ کو بخشیں۔ دن کے وقت سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 114 کو (111) مرتبہ روزانہ پڑھیں۔ اول و آخر درود شریف 100 مرتبہ پڑھیں۔ اس کا ثواب حضرت فاطمہ زہرہ علیہ السلام، حضرت خدیجہؓ کو بخشیں۔

طلسم رجوع خلائق کے لیے ایک خاص طلسم پیش کرتا ہوں۔ یہ میری کتاب رحمکاریہ جفر جامع مقطعات نورانی جس کو میں ابھی ترتیب دے رہا ہوں، اس میں موجود ہے۔ یہ طلسم خالص عنبر و زعفران سے سفید کاغذ پر لکھ کر پاس رکھیں اور درود ابراہیمیؑ روزانہ (1100) مرتبہ پڑھا کریں۔ اس کے ساتھ جہان بلکہ کل کائنات رجوع کرے گی۔ پرند، چرند، جانور ہر قسم کی تسخیر ہوگی۔ رحمکارہ جفر کا ایک ایک طلسم زندہ و جاوید معجزہ ہے۔ اس کو آزما کر دیکھیں۔ آخر میں مجھ گنہگار سید شعیب الرحمن شاہ اور شاہ زنجانی صاحب کے حق میں دعائے خیر فرمائے۔ اللہ پاک برکات دے۔